[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آج میرا جی خراب ہے۔ درد سر۔ نزلہ کے سبب لکھ نہیں سکتا۔

بنام عزیزم مقبول احمد نظامی فطرتی ساکن سیوہارہ ضلع بجنور

۱۲ رمئی سنہ ۱۹۱۳ء دفتر اخبار توحید۔ میرٹھ

بے صبر انسان گھبرامت۔ جانے والی چیز کا خیال چھوڑ دے۔ وہ خود آئے گی۔ قضا و قدر کے کارندے اپنا کام کر رہے ہیں۔ اور تو کہتا ہے وہ کام ادھورا چھوڑ دیں۔

مجکو اپنے پاس جانو۔ استقلال کو ہاتھ سے ندو۔ مشکلیں آسان ہونگی۔ ظاہری تدبیر سے غفلت مناسب نہیں مگر حزم و احتیاط کے ساتھ سورۂ فاتحہ کا عمل شروع کردو۔

دست غیب کوئی صاحب لے گئے۔ ایک پرچہ اور بھیجدو تاکہ ریویو کیا جائے۔

---

۹ رفروری سنہ ۱۹۱۵ء دہلی

کیوں صاحب! پیامے نہ سلامے۔ اس قدر چپ چاپ رہنے کا مطلب؟ میں نہ شور اشوری چاہتا ہوں۔ نہ یہ بے نمکی۔

یکم جون سنہ ۱۹۵۱ء   بمبئی

رخصت - جاتا ہوں - خط ٹامس کک کی معرفت قاہرہ مصر میں لکھنا -

۱۱ر جون سنہ ۱۹۵۱ء   دہلی

عزیز من!

بیماری کی تشخیص ابھی قابل اطمینان نہیں - ڈاکٹروں نے پھیپھڑوں کی خرابی کی خبر دے کر ہم کو ڈرا دیا تھا - اب دوسرے ڈاکٹر نے تسلی دی ہے -
مجھ کو عزیز من تسکین کر دیا - طبیعت سکون پر آ چلی ہے -
میری پہلی تحریر کا کچھ خیال نہ کرو -

بنام عزیز من مسٹر رضا الحق عباسی نظامی خطاب یافتہ رضا شاہ
پرائیوٹ سکریٹری سیٹھ آسنگرول جیسا وارڈ

رضا شاہ پیارے -
پرائیوٹ سکریٹری بننے سے جی خوش کیا - پرائیوٹ کا لفظ ہر حال میں پیارا ہے
اس کی مبارک اپنے والد کو دے جنکو پیارا بنایا ہیں -

آج میرا جی خراب ہے۔ دردِ سر۔ نزلہ کے سبب لکھ نہیں سکتا۔

بنام عزیزم مقبول احمد نظامی فطرتی ساکن سیوہارہ ضلع بجنور

۱۲ مئی ۱۹۱۳ء　　　　دفتر اخبار توحید۔ میرٹھ

بے صبر انسان گھبرا مت۔ جانے والی چیز کا خیال چھوڑ دے۔ وہ خود آ رہے گی۔ قضا و قدر کے کارندے اپنا کام کر رہے ہیں۔ اور تو کہتا ہے وہ کام ادھورا چھوڑ دیں۔

مجھ کو اپنے پاس جانو۔ استقلال کو ہاتھ سے نہ دو مشکلیں آسان ہونگی۔ ظاہری تدبیر سے غفلت مناسب نہیں مگر حزم و احتیاط کے ساتھ سورۂ فاتحہ کا عمل شروع کر دو۔

دستِ غیب کوئی صاحب لے گئے۔ ایک پرچہ اور بھیجدو تاکہ ریویو کیا جائے۔

---

۹ فروری ۱۹۱۵ء　　　　دہلی

کیوں صاحب! پیاسے نہ سلائیے۔ اس قدر چپ چاپ رہنے کا مطلب؟ میں نہ شور اشوری چاہتا ہوں نہ یہ بے نمکی۔

اٹھا لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ راہ مولےٰ کی طلب میں ہم تک آتے ہیں۔ پریمی کو خدا کے فضل سے نجات مل گئی۔ سب کو مبارک ہو۔ برادر شمس الدین نظامی۔ میراں بخش نظامی۔ فضل محمد نظامی۔ محمد اکرام نظامی مولا بخش نظامی۔ ولی محمد نظامی اور سب بھائیوں کو دعا سلام کہنا۔ حور بانو سلام لکھواتی ہے اور خواجہ بانو دعا۔

* * *

۲۸ رمضان ۱۳۴۱ھ　　　　دہلی

عزیزم کشفی شاہ!

سلام علیکم۔ آج کے خط سے حادثہ کی خبر معلوم ہوئی۔ تمہارا حافظ خدا ہے جو تم کو ہر آفات ظاہری و باطنی سے بچائے گا جس نے تم کو اس حادثہ ریل سے بچایا وہی سب کا محافظ اور تمہارا نگراں ہے اور رہیگا۔

* * *

۲۱ شوال ۱۳۴۱ھ　　　　دہلی

عزیزم کشفی شاہ!

سلام علیکم! اٹھارہ شوال کو تمہارے حصہ کا فیصلہ ہوگیا۔ مبارک ہو کہ تم مجاز ہوگئے۔

خلافت نامہ مع تمام ہدایات کے پرسوں تک روانہ کروں گا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آج سے تم کو چاہیے کہ فرصت کا ایک گھنٹہ نکال کر کسی تخلیہ کے مقام
میں خاموش بیٹھا کرو اور خدا کی قدرت کا تصور کیا کرو۔ اس تصور کے وقت
خواہ کیسا ہی کام پیش آئے کسی سے بات نہ کرو۔

روزانہ زندگی میں بھی چاہیے کہ بحث مباحثہ میں دخل نہ دو۔ ہر بات کو
سوچ سمجھ کے زبان سے نکالو اور اپنے خاندان چشتیہ نظامیہ کی معلومات
حاصل کرتے رہو۔ تم سے دینی رنگوں پر ہمیں خدا کو بہت سے کام لینے
ہیں۔ مجھے آجکل فرصت کم ہے۔ جب فرصت ملے گی تم کو مفصل خط
لکھتا رہوں گا۔

بھائی کپڑے کی ضرورت نہیں۔ مجھے تمہاری محبت چاہیئے۔ سردی میں
تمہاری بانات کا کوٹ پہنا۔ کمبل اوڑھا۔ سوزنی بچھائی۔ لوگوں نے رشک
کیا کہ اوروں کے تحفے بیٹے دوسروں کو بانٹ دیتے اور تمہارے ہدیے
خود استعمال کئے۔

بہرحال اب اور کپڑے کی ضرورت نہیں ہے تم اور کچھ نہ بھیجنا فقط
اپنے حالات بھیجنا تاکہ تم کو وہ بتا سکوں جس کا بتانا میری ڈیوٹی ہے
روپے ابتک نہیں آئے شاید کل آئیں۔ رسید بھیجدونگا۔ مکان جو بن رہا ہے
کام پڑا ہے۔ اور میری عادت مانگنے کی نہیں ہے ورنہ ابتک روپیہ کا ڈھیر
لگ جاتا۔ بہرحال خدا کا کام ہے وہی پورا کرنے والا ہے۔

حصہ لیتے ہیں ان کی قدردانی کرنی چاہیئے۔ گر انسان منزل پر جب ہی پہنچتا ہے کہ ایک راستہ مضبوط پکڑ لے۔ خدا تک پہنچنے کے صدہا راستے ہیں۔ ہر طرف بھٹکنے والا بھول جاتا ہے۔ تم نے جس کا ہاتھ پکڑا ہے گو وہ بطور خود کچھ نہیں ہے لیکن اس کا خاندان اور طریقہ بہت بڑا ہے بیشمار آدمی اس سلسلہ کے ذریعہ مقام مقصود تک پہنچے ہیں۔ اس واسطے تم کو چاہیئے کہ دنیا میں جو چیز اچھی نظر آئے اسکی تعریف کر کے فوراً اپنے خاندان کی جانب متوجہ ہو جاؤ اور سمجھو کہ ہمارے ہاں بھی کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔

آج میں نے تم کو اشرف نے میرے اشرف کے لفظ سے مخاطب کیا ہے۔ یہ خواہ خواہ نہیں ہے۔ تم میں کچھ مشاہدہ کر کے لکھا ہے۔ لیکن تمہیں چاہیئے کہ اپنے ارادے بلند رکھو اور آخر تک یہی سمجھتے رہو کہ ابھی تم کو کچھ حاصل نہیں ہوا اور اس سے زیادہ حاصل کرنا چاہیئے۔ منزل سلوک کی کامیابی انجان رہنے میں ہے۔ یعنی جو یہ خیال کرنے لگے کہ مجھے کچھ آتا ہے یا آگیا وہ محروم رہ جاتا ہے اور جو ہمیشہ یہ سمجھتا ہے کہ مجھے کچھ نہیں آتا اسلئے سیکھنا اور حاصل کرنا چاہیئے اسکو بہت کچھ آجاتا ہے۔

دین زغنہ میں نہیں ہے دین والے زغنہ میں ہیں اور اپنے اعمال کے سبب زغنہ میں ہیں۔ لوگوں کو اعمال درست کرنے کی نصیحت کرو۔ مگر مقدم اپنے نفس کی اصلاح ہے۔ اس میں ہر وقت مصروف رہو۔

کہ اسکی پیاس بجھ گئی ہے۔ اس واسطے تم کو چاہئے کہ جو کچھ مشاہدے ہوں ان کو دل میں رکھو اور رات دن اپنی ترقی کی کوشش کئے جاؤ۔ ایک دروازہ کو مضبوط پکڑ لو دہیں سے سب کچھ مل جائیگا۔ میں جانتا ہوں کہ تم ہونہار ہو اور اللہ تعالےٰ تم سے بڑے بڑے کام لے گا۔ مگر بڑا کام کرنے والا ہمیشہ ایک دھن میں رہتا ہے۔ اپنی طاقت کو پراگندہ اور تقسیم نہیں ہونے دیتا۔ ہر مسلمان خادم کعبہ ہے اسکے کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم کو چاہیئے کہ خالی وقت میں تمام کائنات کے اور اپنی ذات کے اوپر غور کیا کرو۔ میں رنگون نہیں آسکتا۔ تمہیں جب فرصت ہو دہلی آؤ کہ میں بھی تم سے ملنے کا مشتاق ہوں۔

---

۲۱ رجمادی الاول ۱۳۳۳ ہجری — دہلی

اشرف فز! سلامت باشید!! آج میں تم کو خط لکھنے ہی کو تھا کہ پوسٹمین نے ڈاک لاکر دی۔ سب سے اوپر تمھارا خط تھا۔ اس کو پڑھا۔ اور جناب اکبر الہ آبادی کو جو آجکل میرے پاس حلقہ میں مقیم ہیں سنایا۔

بھائی میں نے جو تم کو وہ خط لکھا تھا درحقیقت اپنی ڈیوٹی ادا کی تھی۔ کیونکہ میرا فرض ہے کہ اپنے سلسلہ والوں کو ان کے سلوک اور طریقت میں روکتا ٹوکتا رہوں۔ تمہارا یہ بہت اچھا خیال ہے کہ جو لوگ خدمت دین میں عملی

حسنی جی سرور بھائی چہاپ خانا والے!

دو ٹوکرے میٹھے آموں کے پہنچے۔ جو ایک ٹوکرے دو۔ شکریہ کہ میرے کھانے کی بھی اجازت تھی۔ مگر بیٹے جو ربانو کو بالفعل صرف دو آم دیئے ہیں۔ اور بڑا حصہ بستی میں تقسیم کر دیا۔

باقی جب اور پختہ ہو جائینگے تو ہم سب مل کر کھائیں گے۔

میں ان آموں کا خاص شکریہ ادا کرتا اگر یہ جانتا کہ تم شکریہ سے خوش ہو گے۔ بس یہ کہتا ہوں۔ بہت دل جلے تھے۔ برف میں دبانے کے بعد بھی ان کے دل کی گرمی نہ گئی اور اسی ادا نے مجکو مسرور کیا کہ تمہارے آم بھی سینہ گرم ہیں سب بھائیوں کو سلام۔

---

۱۰ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء دہلی

عزیزم محمد اشرف نظامی! السلام علیکم!!

تمہارے دو خط پہنچے۔ دوسرے خط میں جو تم نے اپنے خوابوں اور مشاہدات کا ذکر کیا ان سے جی خوش ہوا۔ مگر بھائی ہمارا طریقہ اسرار کو چھپانے کا ہے فقیر دریاؤں اور سمندروں کے پینے کے بعد بھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیتا

ސަލާމަށްފަހު

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مجکو بھی لکھا تھا کہ یہ تنخواہ بند کرنی چاہیئے مگر میری رائے میں مرحوم کی وصیت کے موافق ہمکو کام کرنا ضروری ہے۔ پانچ روپے کچھ چیز نہیں ہیں۔ خدا خزانۂ غیب سے برکت دیگا۔ لہذا ان کو ماہوار برابر دیئے جاؤ۔

الحمد للہ میری نسبت جو خطرے پیدا ہوئے تھے دور ہو گئے اب کچھ اندیشہ نہیں ہے۔

حسین اچھی طرح ہے۔ میرے پاس مقیم ہے۔ اس نے درخواست پریمی سے ملنے کی دی ہے۔ جواب آجائے اور ملاقات ہو جائے تو روانہ کر دونگا۔

لنگڑی شاہ کا فکر فضول ہے۔ کسی کا نام درج نہیں ہے اور سرکار کے ہاں اندھیر نہیں ہے کہ ہر ایک آدمی کو پکڑ لے۔ پریمی کا معاملہ بھی یوں ہوا کہ رنگون میں کوئی پارٹی ان کے خلاف تھی۔ اسکی شرارت سے سرکار کو شبہ ہوا اور ان کو بے گناہ تکلیف اٹھانی پڑی۔

پریمی کے لئے ان کے گھر سے درخواست ہونی چاہیے کہ ان کی نظر بندی جیل سے باہر احمدآباد یا کسی اور مقام پر ہو۔ اگر کلکٹر صاحب احمدآباد اسکو منظور کرلیں تو حکام دہلی کو کچھ عذر نہ ہوگا۔ وہاں اسکی کوشش کراؤ۔

پریمی کے گھر میں سب کو دعا کہنا۔

بلکہ بہتر تو یہ ہوگا کہ علی میاں صاحب قریبی شاہ یا کسی اور معتبر شخص
کے پریس سپرد کرکے تم دو چار دن کے لیئے دہلی آجاؤ۔ عرس میں بھی شرکت
ہوجائے گی اور یہ سب معاملے بھی طے ہوجائیں گے۔ پرمی سے بھی
مل لینا۔ زبانی بات چیت اور ہے۔ لکھنا اور ہے۔
دیکھو اگر ڈپو اور پریس میں اتنی گنجائش نہیں ہے جو تمہارا خرچ سفر دہلی
پورا کرسکے تو یہ صرفہ میں ادا کردونگا۔ اسکا فکر نہ کرو۔
اور اگر تمہارا آنا انتظام پریس اور ڈپو کے لیئے مضر ہو تو خیر لکھکر بھیجدو۔
لنگری شاہ سے کہنا کہ آلات پر قفل لگادیئے ہیں یا آپ کھنچے یا آلہ کو کھینچا

یکم مارچ ۱۹۱۶ء دہلی

پیارے حسنی!

سلام علیکم۔ تمہارے دونوں خط میں نے بہت غور سے دیکھے
جن میں پریس کی حالت درج تھی اور کتابوں کی فہرست بھی تھی۔ میری
رائے اسکو دیکھکر یہ ہوتی ہے کہ چند روز پریس کو اور جاری رکھو مگر اسی طرح
جس طرح تم نے لکھا ہے یعنے تخفیف کردو۔ بڑا پریس بند کردو۔ زیادہ عملہ کو
رضا دیدو۔ مختصر عملہ اور ایک چھوٹا پریس باقی رکھو تاکہ نظامیہ نام جاری رہے۔
بسین بو کی تنخواہ جاری رہنی چاہیئے۔ میں رضا میاں کو لکھوں گا۔ انہوں نے

۱۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۴ع

دہلی

عزیزم حسنی شاہ!

سلام علیکم! - اجمیر شریف گیا ہوا تھا اس وجہ سے خط کے جواب میں دیر ہوئی -

میں نے نظامیہ پریس کے مسئلہ کو بہت سوچا - آخر یہ رائے سمجھ میں آئی کہ ڈپو کو قایم رکھنا چاہیئے تاکہ کتابیں نکلتی رہیں اور فہرست چھپوا لینی ضروری ہے کیونکہ اسی پر کتابوں کی بکری منحصر ہے اور پریس کو بند کر دیا جائے پریس کا رہا ہونا لڑائی تک تو نظر آتا نہیں - پھر کیوں خرچ کی زیادتی کو قائم رکھو!

ڈپو کے انتظام اور کتابوں کی فروخت کے لئے بدستور کام جاری رہے - صرف پریس بند کر دو - پہلے مجکو یہ بتاؤ - کہ پریس کا خرچ کتنا ہے - یہ خرچ تفصیل وار بتاؤ کہ کس کس مد میں کتنا کتنا خرچ ہوتا ہے - کتابوں کی فہرست بھی بھیجو جس سے معلوم ہو کہ تمہارے پاس اسٹاک میں کتنی کتابیں موجود ہیں - یہ فہرست قلمی لکھکر بھیجو اور ان کی تعداد موجودہ اور قیمت بھی بتاؤ - یہ سب باتیں معلوم کر کے میں تم کو آخری رائے لکھونگا -

مصارف کی تفصیل میں سب ملازموں کی تنخواہیں بھی لکھنا - اور ... نی کی اوسط بھی بتانا -

۱۰ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ　　　　دہلی

اہو سردار خان! تم دن دہاڑے ایسے خواب دیکھنے لگے۔ بھائی!!
چپکے رہو یہ وقت ان خوابوں کے دیکھنے کا ہے مگر کہنے کا نہیں۔ پانچ
روز سے بیمار ہوں بخار کے ہاتھوں لاچار ہوں۔ ایک بندہ اور بے شمار
بخار۔ روٹی کا بخار۔ بیٹی کا بخار۔ دین کا بخار۔ دنیا کا بخار۔ اور تم سب گھر
والوں کا بخار۔ اور طرح طرح کے بخار۔ اسپرنزلہ کا بخار بھی۔ سی۔ آئی۔ ڈی کم؟
سکتے تو تمہیں بتاؤ میرا جی اس سے بیزار ہو یا نہ ہو۔ میڈیکل اسکول کی طرف
جا ہو تو میرے پیارے ڈاکٹر کا کان مروڑ دینا اور پریمی پیارا ملے تو اسکو منہ
چڑا دینا۔ باقی الحمدللہ خیر صلاح۔ دعا سلام لکھوانے کی نہ حالت۔ نہ طاقت
نہ فرصت۔ ہاں علی میاں سے سلام کہہ دینا اور اُن کی معرفت اس چپراسی
سے جو قبرستان کا ممبر ہے۔

---

۸ جنوری ۱۹۱۶ء　　　　دہلی

حسنی پیارے!

پریمی کا خط ملفوف ہے۔ تم رضا شاہ سے بھی مشورہ کر لو۔ پریمی نے
ایک ماہ کا لکھا ہے۔ کیونکہ ان کو رہائی کی امید ہے۔ مگر کل مجھ سے حکام
دہلی نے صاف صاف کہہ دیا کہ ان کو رہائی نہیں مل سکتی۔ اب سب کوششیں

و محفوظ رکھے۔

بنام سردار خان صاحب نظامی جنکو حسنی شاہ جتا دیا گیا تھا۔ ساکن احمد آباد گجرات

حسنی شاہ پیارے!

خط پہنچا اللہ تعالےٰ کے ساتھ خیر کے آپ کی اہلیہ صاحبہ کو فرزند زینہ عطا فرمائے لڑکا ہو تو و یدار خان نام رکھنا۔ اور لڑکی ہو تو شاد بانو۔

پریمی اگر نظامیہ پریس ہیں نہیں ہیں تو کچھ حرج نہیں۔ میں تم کو بھی پریمی سمجھتا ہوں۔ پریس کا ایسا کام کرنا کہ لفظ نظامیہ کی لاج رہے جبنی شاہ کی خیریت قربتی شاہ کے ذریعہ بھجوانا۔ والسلام۔

۔۔۔

۱۰ رشوال ۱۳۴۳ھ دہلی

پیارے حسنی!

دو روپیہ عید کے پہنچے۔ حور بانو کو صرف اطلاع دیدی۔ وہ فقیر آدمی روپے کیا کرے گی۔ ناپاک دنیا کو ہاتھ نہیں لگاتی یہ چیز تو میرے مطلب کی ہے

عورتوں نے شکرانہ کے روزے رکھے۔ نیازیں دلوائیں۔ نفل پڑھے
لنگری شاہ سے باہر کے لوگ واقف ہیں یا حور کے ذریعہ ہمارے گھر والے
مگر صدمہ سبکو ایسا ہوا گویا ان کے عزیز کا واقعہ ہوا ہے۔

خدا کی شان کل مجھے یہ خبر ملی۔ اور کل ہی چار کیس ہیضہ کے یہاں ہوئے
ہر جگہ سے میری بلاوٹ تھی کہ دم کر جاؤ۔ تعویذ بھیجدیئے۔ پانی بھیجدیا۔ سب
بچے ہیں۔ ضائع کوئی نہیں ہوا۔ ابتک الحمد للہ۔

میری عادت غم بڑھانے کی نہیں ہے۔ تم علی میاں اور ان کے
گھر والوں کو میری طرف سے تسلی دینا اور کہنا کہ عمر تو ان کی مرنے کی تھی۔ مگر
خوشی ہے کہ شہادت نصیب ہوئی۔

مستورات کو بھی تشفی دینا۔ سب پیر بھائیوں کا فرض ہے کہ علی میاں
اور ان کے گھر والوں سے ایسی ہمدردی کریں جیسی کہ میرے ساتھ وہ کرتے
کیونکہ لنگری شاہ کو میں اپنا بڑا سمجھتا تھا۔ گو وہ اپنی محبت سے مجھکو بزرگ
خیال کرتے تھے۔

زیادہ خیال اس کا ہے کہ علی میاں کو جو بے فکری تھی اس میں خلل
آئے گا اور گھر کا بوجھ ان پر پڑے گا۔ مگر ایک دن ایسے افکار سب کو پیش
آیا کرتے ہیں۔

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے آیندہ سارے احمد آباد اور میرے احباب

۴ر شوال ۱۳۴۲ھ　　　　　　　　دہلی

پرمو! آج صبح کی ڈاک میں تمہارے اور حسنی شاہ کے چار خط ملے ۔ مگر مجھے تو کل ہی یہ خبر مل گئی تھی اور بیٹے تعزیت کا تار بھی علی میاں کو کل بھیج دیا تھا۔ لنگری شاہ کا واقعہ درحقیقت ایسا واقعہ ہے کہ ہیں باوجود انکا غم غمگین ہوا۔ حور بانو نے سنا تو ایک دفعہ ہی سب سے انہیں کیا ہو گیا تھا بول اٹھی۔ کمرے میں ان کی تصویر کو اسی وقت دیکھا گیا۔ لوگ جمع تھے۔ سب نے افسوس کیا۔

ایک زمانہ تھا پرمی جیل میں تھا اور میں دونو وقت انکی تصویر کمرے میں جا کر دیکھتا تھا۔ اور سب آنے والوں کو دکھایا کرتا تھا۔ اس زمانے میں عجب بے قراری دل کو تھی۔ اب وہ چھٹ گیا تو مجھے پرمی کا خیال بھی نہیں آتا۔

یہی حال لنگری شاہ کا ہے۔ کل سے خبر نہیں کتنی بار ان کی تصویر دیکھی گئی ہے۔ اور کتنی دفعہ ان کا ذکر آیا ہے۔ دو دفعہ کے یا شاید ایک ہی دفعہ کے سفر میں انہوں نے یہاں والوں کو بھی اپنا گرویدہ کر لیا تھا سب کڑھنے لگے جب انہوں نے یہ سنا۔

احمد آباد درحقیقت ایک عجیب شہر ہے۔ درگاہ کے سنگین دلوں پر کسی کا اثر ہوا تو احمد آباد والوں کا ہوا۔ پرمی کے لئے کم سے کم دس بارہ

۹ر جون ۱۹۱۶ء — دکن

پیارے۔ رہائی کی خبر سے خوشی ہوئی۔ میں احمد آباد نہیں جاؤں گا۔ صرف بمبئی کا ارادہ ہے۔ یہ البتہ ممکن ہے کہ بمبئی سے دہلی جاتے وقت احمد آباد والی لائن سے جاؤں۔ اور تم سب لوگ اسٹیشن پر مل لو۔ یہاں تمہارے سب پیر بھائی تم کو سلام کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

۲۵ر اکتوبر ۱۹۱۶ء — دہلی

پرمو جانم!

سلام۔ خط بلکہ خطوط ملے۔ میں اپنے بخار کی سال گرہ منا رہا تھا۔ اب کے ویسا سخت بیمار تو نہیں ہوا تاہم ہوا۔ یہی وجہ خط نہ لکھنے کی ہوئی۔

کل حور بانو کا نکاح ہے۔ جہاں نسبت ٹھیری تھی۔ وہ لڑکا بہت چھوٹا تھا۔ اپنے خاندان میں ایک دوسرا لڑکا لائق وہونہار ہے۔ استحکام کے لئے اس سے نکاح کر دیا جائیگا۔ وداع پھر دو سال بعد۔

نکاح میں کسی قسم کا تکلف نہیں ہوگا۔ اور بلاوا کسی کا نہیں گیا۔ آج بات قرار پائی اور کل نکاح ہے۔

ذوقی شاہ صاحب کو بھی بخار کے سبب خط نہ لکھ سکا اب اچھا ہوں۔

۱۱ رمئی ۱۹۱۶ء دہلی

عزیزم سلام علیکم!

خط ملا مضمون پڑھ کر تعجب ہوا۔ میں تم کو عطر کی شیشی روانہ کرچکا ہوں کیا تم کو وہ نہیں ملی؟

خیر آج جلّو کے ہاتھ پھر اگر کی بتیاں۔ عطر کی شیشی اور پنکھا روانہ کیا ہے شربت کی بوتل بھی منگائی ہے۔ مل گئی تو جلو جیل پر دے آئے گی۔

لیلیٰ کے چیچک نکل آئی تھی۔ وہ تو اچھی ہیں۔ مگر جوربانو کے آج نکلنی شروع ہے۔

اجمیر شریف سے پرسوں واپس آیا۔ وہاں بھی تمہارے واسطے دعا کی اور یہاں بھی دعا کرتا ہوں۔

احیاء العلوم کی جو جلدیں تمہارے پاس ہیں ان میں روزہ کی بابت پورا بیان درج ہے اسکو پڑھو۔

پاس انفاس کا شغل بہت ضروری ہے اسکو ناغہ نہ کرنا۔

تیرہویں۔ چودہویں۔ پندرہویں۔ تاریخ کے روزے بہت مفید ہیں ان کو ایام بیض کہتے ہیں۔ اس سے تمہاری روح میں روشنی پیدا ہوگی۔

آٹھویں دن کھانا بھیجوں گا تسلی رکھو۔

ہیں۔ کل آئے تھے۔ سلام کہدونگا۔ عرفانی سلام کہتے ہیں۔
میں جس حال میں ہوں خدا کا شکر ہے۔ گرمی سخت ہوتی جاتی ہے
نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔

٥

۲۰/ اپریل ۱۹۱۶ء — دہلی

عزیزم پریمی! سلامت رہو! خط آیا۔ میری آنکھیں دکھ رہی ہیں
اسلئے جواب نہ دے سکا۔ اب بھی نظر صاف نہیں ہوئی۔
مجھے اطمینان ہوا اور تمہاری قسم سے یقین آیا کہ واقعی تم بے گناہ ہو۔
حسب ذیل اشیا عنقریب روانہ کرونگا۔
تیل کی شیشی۔ شربت کی بوتل۔ مچھر بھاگنے کی دوا۔ سفید رومال۔
پنکھا۔ اتالیق حصہ دوم۔ اسوہ حسنہ اپریل۔ نظام المشائخ۔ ترجمہ کیمیائے سعادت
بھیجونگا۔ تم بال ضرور بڑھاؤ۔
تمہارے خواب یعنی زیارت آنحضرتؐ کی تعبیر صاف ہے کہ رہائی نصیب ہوگی
اور آیندہ زندگی فارغ البال اور عروج کی گزرے گی۔ کیونکہ لنگری شاہ کے
بالاخانہ پر زیارت ہوئی ہے۔ لنگری سے مراد رزق واسع ہے۔ اور بالاخانہ
سے عروج۔
حمیدہ [illegible] دعا کہتی ہیں۔ اور سب لوگ نام بنام پوچھتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۷ر اپریل ۱۹۱۶ء

دہلی

عزیزم اسلام علیکم! خط مورخہ ۴ اپریل آج ملا خیریت معلوم کرکے اطمینان ہوا خاصکر یہ پڑھ کے
کہ غذا تم کو اچھی ملتی ہے۔ کیونکہ جس دن گھر میں خبر آئی کہ کھانا صاحب نے
واپس کردیا تو سب عورتیں رونے لگیں اور قیدیوں کی بری خوراک کا
جو چرچہ عام لوگوں میں ہے اسکے خیال سے وہ غمگین ہوئیں۔ مگر آج کے
خط سے اطمینان ہوا۔

سترہویں کے بعد میں نے تم کو ایک خط لکھا تھا پھر نہیں لکھا۔ اور نہ
لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ میں نے سنا تھا کہ تم نے برہما میں سازش کا کوئی جرم
کیا تھا۔ چونکہ میں شریعت کی رو سے اس کا پابند ہوں کہ کسی باغی یا مجرم سے
تعلق نہ رکھوں کیونکہ مذہب اسلام نے بغاوت اور اپنے بادشاہ کی نافرمانی
کو منع کیا ہے اس واسطے میں نے تم کو خط لکھنا چھوڑ دیا تھا اور خیال تھا کہ
کبھی نہ لکھونگا۔ مگر تمہارے آج کے خط سے معلوم ہوا کہ پولس ابتک تفتیش
کر رہی ہے تو مجھے خیال ہوا کہ میں نے جو کچھ سنا تھا وہ محض افواہ تھی اور
اسکی کچھ اصلیت نہ تھی۔ اس سے مجھے خوشی ہوئی اور میں نے تمکو یہ خط لکھا۔

میری دلی خواہش ہے کہ تمہاری بے گناہی ثابت ہوجائے اور تم بری
ہوجاؤ۔ لیکن اگر تم نے واقعی کوئی گناہ سرکار کا کیا ہے تو میں تم سے بیزار
ہوں۔ اور میرا تمہارا کچھ تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ تم نے اس خاندان کا جس میں

[illegible]

[illegible]

رنگون سے مفصل کاغذات کا ابتک انتظار ہے۔ جب ان کو یہ تحقیق ہو جائیگا کہ تم دوسرے شخص کے دہوکے میں اسیر ہو اور تمہارا ذاتی کچھ قصور نہیں ہے تو وہ تم کو ضرور رہائی دیں گے۔

تم فقیر کے دیکھنے والے ہو تو قید سے غمگین کیوں ہوتے ہو۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ خود تمہاری روح جسم میں قید ہے اور جو خدا کی عبادت سے آزاد ہوتی ہے اس وقت کو غنیمت جانو اور خوب نماز پڑہو۔ قرآن شریف یاد کرو۔ سورۂ یوسف سورۂ مزمل۔ سورۂ یٰسین شریف۔ سورۂ واقعہ۔ سورۂ تبارک الذی حفظ کرلو۔

ڈپٹی نذیر احمد کا قرآن شریف ترجمہ والا تمہارے پاس ہو تو اسکی فہرست دیکھکر حکمت و فلسفہ کی آیات چھانٹ کر حفظ کرو۔ یہ تم کو آیندہ رہائی کے زمانے میں بہت مفید ہونگی۔

کھانے کا کچھ خیال نہ کرو۔ جو کچھ میسر آئے گا پہلے تمہیں کھلاؤں گا پیچھے آپ۔ فروٹ اور مٹھائی بھی آیندہ کھانے کے ساتھ تم کو بھیجا کرونگا۔ میرے سوا یہاں سب گھر والے بلکہ سب درگاہ والے تمہارے لئے دعا مانگتے ہیں۔ حور بانو نے تو سیکڑوں منتیں مانی ہیں۔ ایک منت بڑی ہنسی کی مانی ہے جسکا نام بی بی ترت پھرت کی پڑیہ ہے۔ یعنی تم کو جلدی اور ترت پھرت رہائی ملے۔ وہ خود اور گھر میں کوئی روٹی نہیں کھاتا جب تک تم کو کھانا روانہ نہیں کر لیتے۔

جس دن اسباب آیا ہے میں نے تم کو خواب میں دیکھا کہ تم میرے پاس آئے ہو

عزیزم! خط پہنچا۔ خیریت معلوم کر کے خوشی ہوئی حکام جیل قابلِ شکرگزاری ہیں کہ انہوں نے تم کو خیریت لکھنے کی اجازت دی۔

میرا بخار اب جاتا رہا۔ روپیہ عبدالقادر صاحب سے لیلوں گا۔ ابھی مجھکو ضرورت نہیں ہے۔ روئی کے کپڑے انہوں نے بنوائے تھے۔ مگر ابھی تیار نہیں ہوئے آج پھر میں نے آدمی بھیجا ہے بن گئے ہونگے تو کل تم کو بھیجدونگا۔

مجھکو تمہاری چاء اور ناشتہ کا فکر رہتا ہے مگر میں اتنی دور ہوں کہ اسکا کچھ انتظام نہیں کر سکتا۔ ناشتہ کے لئے چار پیسے کلچے روزانہ بھیجدیتا ہوں۔

ابتک تو میں نے خدا سے دعا نہیں کی تھی۔ کل جب دل کی بیقراری حد سے بڑھی تو لاچار میں نے خدا سے مانگا کہ تمہاری بے گناہی پر رحم کرے اور تم کو نجات دے۔ وہ تو اسکی راہ دیکھا کرتا ہے کہ میں اس سے مانگوں لہذا امید ہے کہ تم بہت جلد رہائی پاؤ گے۔

---

۱۲ صفر سنہ ۴۲ھ — دہلی

برمو پیارے۔ ۹ صفر کا کارڈ آج ۱۲ کو ملا۔ اسباب پرسوں غوثی کی معرفت آگیا۔ وہ کچھ کپڑے اور رضائی لے گئے ہیں۔

تم مایوس نہ ہو میں قانونی کوشش سے غفلت نہ کرونگا۔ نہ ابتک کی ہے حکام دہلی ہماری کوشش کے بغیر بھی بے انصافی نہیں کریں گے۔ ان کو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہمشیرہ فرخ بانو پرسوں چل بسیں۔ خطیب میں ان کا مرثیہ پڑھو گے تو مجھ سے ماتم پرسی کرنا کہ میرا جی آج سخت قلق میں ہے۔

پینے مشوروں کا خط تم کو بھیج دیا تھا پہنچا ہو گا۔ عبدالغفار صاحب باوجود وعدے کے نہیں آئے۔ جس کا مجھے رنج بھی ہے اور خوشی بھی۔ خوشی اسکی کہ وہ ہوتے تو تم بہت یاد آتے۔ اچھا ہوا کہ وہ نہ آئے۔ وقت کم ہے۔ اس پر ختم۔

---

۲۷ ستمبر ۱۵ء شملہ

پرمو جانم!

دہلی میں خط ملا تھا۔ مگر جواب لکھنے سے پہلے شملہ آنا پڑا۔ تمہارے خط کا جواب پھر دوں گا۔ اس وقت تو یہ رسید ہے میرے شملہ پہنچنے کی۔

پیارے قاسم بھائی میاں کی تصویر اور کتاب مل گئی۔ میں تو ان کو ہمراہ لیتا آیا ہوں تاکہ شملہ کی برف سے ان کی مونچھیں سفید ہو جائیں۔ اور دل کی وہ گرمی جو چہرہ پر نظر آتی ہے ذرا اقرار پکڑے۔

---

۱۳ اکتوبر ۱۵ء شملہ

[illegible] پرمو! حفیظ الدین دہلی پہنچ گئے۔ دستی خط ڈاک میں رات کو ملا

میں اور پھر تکان کے سبب خط نہیں لکھ سکا۔ اسکے علاوہ خانگی مخالفوں کی بدولت چند روز میری ڈاک پر سنسر مقرر ہو گیا تھا۔ جو بعد میں ڈپٹی کمشنر صاحب نے خاص حکم کے ذریعہ اٹھا دیا۔

عرس میں تمہاری یاد ہر زبان پر تھی۔ میں نے ایک مصرع تار میں بھیجا تھا "تم بن محفل سونی ہے"۔ وہ تار رومن میں ہونے کے سبب کلکتہ میں رک گیا اور مجھ سے تیسرے روز اسکے معنی دریافت کئے گئے۔ خبر نہیں تم کو ملا یا نہیں۔

احمد آباد و سورت کے کوئی صاحب نہیں آئے۔ حیدر آباد کے دو قافلے آئے تھے۔ جن میں کچھ لوگ چلہ بھر قیام کرینگے وقت پر تمہارے روپے مل گئے۔ بہت ضرورت خرچ کی تھی۔ خیال کرتا تھا کہ اس قحط سالی میں لنگر کیونکر ہوگا مگر خدا نے سب کام عمدگی سے کرا دئے۔

پیارے محمود کے روپے بھی جو میرے پاس باقی تھے۔ لنگر میں لگا دیئے۔ اس عرصہ میں میں نے کسی کو خط نہیں لکھا سیکڑوں خطوط کے پشتارے لگ گئے ہیں۔

محمود کی دید کا بار بار خیال آتا ہے۔ مگر نومبر میں آنا مشکل ہے شائد دسمبر میں آسکوں۔ ذوقی شاہ عرس پر واپس آئے اور اب میرے ہی پاس ہیں۔ عرفانی میرٹھ کالج میں داخل ہو گئے۔ آہ تمہاری پیر بہن عرفانی کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بچا رہا ہوں۔

نہ تو غیری نہ من غیرم

خدا نے فضل کیا منشی جی بھی بچ گئے۔ آج تین دن بعد ان کو کھچڑی ملی ہے۔

کھارے کی شکایت زیادہ تھی اب کم ہے۔

خدا نے ایک گھوڑا دیا ہے۔ گھانس تین ماہ پہلے مل گئی تھی۔ حیران تھا گھانس کیا کروں اب سمجھا کہ گھوڑے کا رزق پیشگی تھا۔ دانہ بھی اب تک تولے جاتا ہے۔ اب گاڑی کا انتظار ہے۔ سب کو سلام۔

۳۰؍جون ۵۱ء　　　　دہلی

بازعاشق شدم و دل بجوانے دادم
پر موا گو کہ بیا بد مبارک بادی

پست قد بلند خیال گجراتی کو بعد ترسیل ایک [illegible] شبراتی کے معلوم ہو کر آج آئین خطوط کا الٹا جواب لکھنا چاہتا ہوں۔ سیٹھ محمود کے ایک تحفہ کی رسید آج کر اخبار میں غالباً شائع ہو گی۔ یہ رسید ہے۔ مگر اردو لٹریچر میں سب سے نئی چیز ہے۔ ایک محمود ایک دیوان سنگھ خطاب یافتہ مفتوں شاہ۔ دونوں کی

[illegible] دی ہے۔

خط لکھ سکو مجھ پر احسان ہوگا کہ تمہارے ہاتھوں سے چھاپے الگ تفصیل سے
دیکھنے چاہتا ہوں۔ اور ان کی دید پر مرتا ہوں۔ احمد آباد کے پریس سے بے فکر
رہو حسنی شاہ کو برابر اسکے لئے لکھ رہا ہوں۔ رنگوں کے پیر بھائیوں کو سلام کہنا
میرا پیار قبول کرو ان آنکھوں کو آئینہ میں دیکھو جو پہلے اوروں کی تھیں
اور اب میری۔

---

۱۶ ارمئی سنہ ۱۵ء　　　　　　　　دہلی

میرے پرمو!

یاد نہیں ہیں کیا پریشان تھا جس کا تم نے آج کے دو خطوں میں ذکر کیا
بھائی مجھے تکلیف اور خوشی کا صرف وقت پر احساس ہوتا ہے۔ پھر بھول جاتا
ہوں۔ یہ خدا کا شکر ہے۔

آج تار بھی آیا۔ جواب تار میں دینا بے فائدہ ہے۔ تم کو فکر رہے تو اچھا
ہے۔ فکر مند آدمی کامیاب رہتا ہے۔ حور بانو اب بالکل اچھی ہیں۔ بخار جاتا
رہا چیف کمشنر صاحب صوبہ دہلی سے پرسوں ملاقات ہوئی تھی تازہ تکدرات
کی صفائی ہوگئی۔ اب صرف گرمی کا فکر باقی ہے۔ یا یہ کہ حور بانو کی خالہ کی
صاحبزادی بھی کچھ علیل ہیں۔ مگر ابھی غلام رسول خبر لایا کہ وہ بھی اچھی ہیں گرم
ہوا کے جھکڑ چل رہے ہیں میاں طاہر (نبیرہ آزاد دہلوی) صبح نماز کے وقت

حسن نظامی کتابیں فروخت کر کے پیٹ پالتا ہے اسکو مریدوں کے ہاتھ خدا نے نہیں ڈالا پھر وہ کسی کی کیا پروا کرے گا۔ ناحق حسد کیا جاتا ہے اپنی اپنی قسمت ہے۔ مصرعہ

بن مانگے موتی ملیں۔ مانگے ملے نہ بھیک

احمد آباد کیا جاؤں۔ جی میں آتا ہے سیدھی راہ گھر کی دیکھوں۔ وہاں اگرچہ بہت سی آنکھیں دیکھنے اور بہت سے دل ملنے کے قابل ہیں مگر وہ نہیں جس کے دم سے احمد آباد آباد ہوا تھا۔ شاید بمبئی سے الٹا پھروں تو دو سالن وہاں بھی لے لوں۔

محمد زماں، برما کا خدا کے کر اس وقت آئے کہ اپنے سچے خدا کے حکم سے دکن میں تھا۔ تاہم سب اشیاء مل گئیں۔

تم کہتے ہو چار میل سے خط نہیں ملے۔ میں نے تو چلتے وقت تم کو خط لکھا تھا کیا وہ بھی محتسب کے ہاتھوں غارت ہوا۔

محمود بھائی میاں پیارے نے اپنے تحفہ کی رسید خطیب میں پائی یا نہیں بغیر ایک آنہ کے ٹکٹ کے لینی منظور نہ ہو تو وہ بھی بھیجدوں۔ خط بالفعل یہیں بھیجو جہاں ہونگا مل جائے گا۔ اتنا کہہ کر رخصت مانگتا ہوں کہ آج رمضان کی چاند رات ہے۔ رات کے دس بجے ہیں اس ماہ کا سب سے پہلا خط اپنے ماہ کو بھیجتا ہوں۔

مریدوں کے نام

علامہ نظام الدین قریشی پریمی زبان گجراتی کے مشہور انشاپرداز مصنف کتب کثیر ساکن احمد آباد گجرات کے نام

از سکندرآباد دکن — ۲۰ شعبان ۱۳۵۳ھ

دیکھنا پر مود کن کے اس سبزہ زار کو۔ ایک چمن ہے۔ بڑا لمبا صحن ہے صبح کے وقت جانور چہچہاتے ہیں۔ غمگین دل کو ستاتے ہیں۔ دن بھر انگریز گاڑیوں موٹروں میں سودا خریدنے آتے ہیں۔ یہ دکان سب سے بڑی ہے۔ اسکے مالک موسیٰ ہیں اسلئے یہ گھر طورخانہ ہے۔ سب گھر والے داخل سلسلہ ہیں۔ ہر طرح کی خدمتیں انجام دیتے ہیں۔

مجھکو آئے ہوئے آج پورے دس دن ہو گئے۔ اکثر اوقات مہاراجہ خود ملنے آتے ہیں کبھی میں جاتا ہوں۔ اسکے علاوہ صبح سے لیکر آدھی رات تک ہجوم خلائق رہتا ہے کب لکھوں۔ واحدی صاحب کے خطیب کو کیا دوں لکھنا بہت ہے مگر سونا کم۔ چاندی کا بھائی ہونا نہیں۔ پلنگ کا سونا سمجھا میرے پرمو۔

لہذا اعلان جلدی کر دیجئے۔

دعاگو حسن نظامی

جناب سید مرتضیٰ صاحب لکھنوی

سلام علیکم! نامہ گرامی نے قلب مطمئن کو ہوا کے ایمان پہنچائی دشمنان اہل بیت کی ارواح خبیثہ یورش کرتی ہیں تو میں بھی بھوت اتارنے والوں میں سے ہوا ہوں۔

سنی ہوں سنی رہونگا۔ مگر تادم مرگ دشمنان اہل بیت کو اپنے دامن سنیت کے قریب نہ آنے دونگا۔

دل تنگ [illegible] ہوں کہ معاویہ کو تلوار لئے زندہ دیکھوں و ہ خاک بسر [illegible] بنی فاطمہ رض کے ہاتھ میں۔ تو دل تنگی [illegible] رزق اللہ واسعہ حرمن اللہ قائمہ سیف اللہ [illegible]

[illegible] کہ جب آپ سید ہیں تو شیعہ [illegible] آپ کے گھر کے گدائی ہیں۔ والسلام

حسن نظامی

[illegible]

[illegible]

جو خواب حق بن گئی ہے۔ سچا تھی۔ میری آنکھیں دیکھتی تھیں۔
اب سب کو آرام ہے۔ اجمیر شریف جاتا ہوں۔ عرس کے بعد
آؤنگا۔ ہو سکے تو وہاں آؤ۔
میرزا احمد صاحب متولی درگاہ کے ہاں ٹھیروں گا۔ تین دن
بعد یہاں سے روانگی ہوگی اور وہاں آٹھ دن قیام۔

حسن نظامی

---

۱۶ ستمبر ۱۹۱۶ء

ارے دیوانے مردانہ ہو کر اتنی ہراس کی بات۔ سلسلے گرو کا بالکا تو
شمار ہو جائے۔ گرو پرتو نہ رکھے۔ کیسا پریشان۔ کیسا خوف۔ خدا فضل کریگا
اور بال بیکا نہ ہوگا۔ اس کا خطرہ پاس بھی نہ آنے دینا۔
مگر یہ لکھا مرض کیا ہے۔ مجھ سے مخفی رکھنے کی کیا ضرورت۔
ماما کو خبر دیدو۔ ہو سکے تو پاس بلا لو۔ اس بے خبری سے کیا حاصل۔
ہم سب دعائیں کرینگے اور زور کے ساتھ تم کو مرنے سے بچائینگے
اگرچہ زور سے تو لوگ مارا کرتے ہیں۔ گرو کا خالصہ زندہ باد۔ کتابیں روانہ
کردی ہیں۔

حسن نظامی

…ونگا تو ایسی لکھونگا کہ اردو ادب میں بے نظیر چیز ہو اور یہ بغیر ایک سال
کے ناممکن ہے۔ ہفتہ میں ایک دن پورے خلوص کا اسکو دونگا۔ بھاگ دوڑ
میں لکھنا کیا مزا دے گا۔

بیٹے عقد کر لیا اب دیکھیے آپ کب اسیر ہوتے ہیں۔

دعاگو حسن نظامی

۳ر اپریل سنہ ۱۹۱۶ء

میرے پردیسی۔ خدا ریگستان سے جلد واپس لائے۔ خط ملا
محبت کی خوشبو پہنچی۔ جی بشاش ہوا۔ جلسوں میں نہ بلاؤ۔ خود آؤ۔ مکھڑا
دکھاؤ۔ کہ آنکھیں تم کو مانگتی ہیں۔

جی خراب رہتا ہے۔ کہتے ہیں جگر خراب ہے۔ ڈاکٹر نے مرچیں
بند کر دی ہیں۔ کھانے کا مزا رہا سہا بھی جاتا رہا۔

دعاگو حسن نظامی

۳ر اپریل سنہ ۱۶ء

میرے سیلانی مستانے!

خط آیا۔ کیا بتاؤں جگر کا حال۔ اچھا ہے۔ بیوی کے کھسرہ نکلی تھی۔

[illegible]

١٤١٥

[illegible]

مضمون نہ لکھا گیا۔ نہ وہ کتاب پڑھی گئی جو آپ نے بھیجی تھی۔
اس دفعہ تو مجکو معافی دو۔

میرا پرچہ جیل نشین ہوگیا۔ اس نے اور جان کو ہلکان کر رکھا ہے
میری کتابیں تو آپ کے پاس موجود ہیں پھر یہ کس کے واسطے وی پی
مانگتے ہو۔ لائبریری کے لئے درکار ہیں یا اپنے لئے۔ لینے واسطے
مقصود ہیں تو وی پی کی ضرورت نہیں۔ بے بھیجے ہی جائینگی۔ سردار
بختاور سنگھ صاحب کو سلام۔ آجتک ظاہری سلام تھا اسلئے
لفافے کے اوپر لکھا جاتا تھا اب ان کا درجہ بڑھایا جاتا ہے اور خط کے اندر
جگہ دی جاتی ہے۔

تحصیلدار صاحب اگر ہوں تو ان کو بھی سلام مسنون۔

دعاگو حسن نظامی

---

۵ / جنوری ۱۹۱۶ء

دل جان مفتون تو باشد!

مانسہ کی ہوا کا بلاوا قابل قبول ہے۔ مگر یہ سوں نئی دنیا کی سیر شروع
ہوئی ہے۔ یعنے ایک عقد کیا ہے۔

انتخاب نظام المشائخ اور کلیات اکبر حصہ اول تو روانہ ہو سکتے تھے

6E1927

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵ ؍ اکتوبر ۱۵ء

پیارے مفتون!

آپ کے دو خط ملے میں جامعہ میں کیونکر شریک ہو سکتا ہوں شملہ پر آنے کی مشکل اجازت دی گئی تھی تاہم میں کوشش کر کے اجازت حاصل کر لیتا مگر جلسہ عید کے ایام میں ہے اور ان ایام میں میرا جلسہ میں آنا بالکل ناممکن ہے ع

اب کے بھی دن بہار کے یونہی گزر گئے

پڑھتا ہوں اور جلسہ نہ دیکھنے پر متاسف ہوں۔ خدا پھر کوئی موقع لائیگا اور اس شاندار اجتماع سے دل مسرور کرونگا۔

دعاگو حسن نظامی

ماتا کو پرنام۔ سردار بخت آور سنگھ صاحب کو سلام۔

---

۸ ؍ اکتوبر ۱۵ء

سردار صاحب!

تسلیم۔ لکھ چکا ہوں کہ ہجوم افکار اسیری میں کسی صورت جلسہ میں شریک نہیں ہو سکتا۔

حسن نظامی

کہ وہ تفکرات دور ہو گئے۔ اب ڈاک آزاد ہے۔ روزانہ خیریت نامہ
لکھو ورنہ بے چینی رہے گی۔ والدہ صاحبہ کی خدمت میں آداب۔

حسن نظامی

---

۱۸ ستمبر ۱۵ء

جو دم گزرے غنیمت ہے۔ آپ کے خط آتے ہیں دیکھتا ہوں۔
مگر جواب لکھنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ جی سرد ہو گیا ہے۔
پرسوں شملہ کا قصد ہے۔ شاید فایدہ ہو۔ سردار بخت آور سنگھ صاحب کو
سلام۔

حسن نظامی

---

۲۸ ستمبر ۱۵ء

یہاں ہوں۔ میرے دلدار جسکو سیم لا اور شملہ کہتے ہیں۔ خط لکھ چکا ہوں
فکر نہ کرو۔ اچھا ہوں۔ اور دس دن تک ٹھیرنا مانگتا ہوں۔ خدا وسے
بخت آور سنگھ صاحب کو سلام۔ والدہ صاحبہ کو پیغام
دعاگو

حسن نظامی

۱۷ اگست ۱۵ء

پیارے مفتوں!

دہلی آیا۔ مگر کیا خاک آیا۔ ہجوم اعدا میں آیا۔ گھر والوں نے یورش پر کمر باندھی ہے۔ حکام سے جا کر خبر نہیں کیا کیا کہا کہ وہ درپے آزار ہیں۔ ڈاک پر پولس کا پہرہ ہے۔ کئی کئی روز میں خط ملتے ہیں۔ آپکا عید کارڈ بھی آج ۵ شوال کو ملا لفافہ چاک تھا۔

ہر صبح شام نئے خطرے کا انتظار رہتا ہے۔

ہر طرح اطمینان سے ہے۔ تم بھی بے فکر رہو سب مشکلیں آسان ہونگی۔ حور بانو عید کارڈ کی شکر گزار ہے اور میں تو اسکو چومتا ہوں کہ پیارے کی پیاری نشانی ہے۔

حسن نظامی

---

۱۸ اگست ۱۵ء

پیارے مفتوں!

بیرنگ خط پہنچا۔ یہ معلوم کر کے کمال فکر ہوا کہ شریر بے وفا نے شرارت کی۔ خدا تعالے صحت عطا فرمائے۔

میں نے کل ایک خط مانسہ بھیجا ہے۔ مگر آج خدا کے فضل سے یہ لکھتا

جناب اکبر سے مضمون کے لئے عرض کر دیا۔ مگر وہ خاموش ہو گئے
طالب خودان کو لکھیں تو مناسب ہے۔ جناب اکبر کے پاس اسقدر
خطوط آتے ہیں اور مضامین مانگے جاتے ہیں کہ وہ اُکتا گئے ہیں۔

حسن نظامی

۲۳؍جون ۱۵ء

ڈیر ڈاکٹر۔ بڑا قلق ہے کہ میں وعدہ کے موافق ٹھیک وقت پر تیار
نہوا نہ آسکا۔ مسٹر مظہر الحق بیرسٹر آگئے تھے۔ یہاں آج کراچی کا تار اور خط ملا۔
افسوس کہ وقت نکل گیا۔

بہرحال مانسر میں آپ کو دیکھنے آتا ہوں۔ چند گھڑیاں ٹھیروں گا۔
جیسا کہ آپ ٹھیرا کرتے ہیں۔ کل ۲۴؍جون کو یہاں سے چل کر ایک
رات دن انبالہ میں رہونگا۔ ۲۵؍کی رات کو روانہ ہو کر بمبئی میل میں پانسہ
آؤنگا۔ اور گویا ۲۶؍کی صبح ۹ بجے آپکی دید شنید میسر آئے گی اور اسی شام
کو براہِ بھٹنڈہ دہلی کو کوچ ہوگا۔

دعاگو

حسن نظامی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۴ر اکتوبر ۱۹۱۲ء

مفتوں شاہ بابا!

ست سری اکال۔ اسکو تاروں میں اُلجھاتے ہو جسکے سر کے بال تک جدا ہو گئے۔ لمبی زلفیں سامنے پڑیہ میں بندھی رکھی ہیں بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ سر کی دولت قدموں میں آگئی۔

آپ کا ارپن پڑھا نہ گیا۔ خط سے تشریح ہوئی۔ یہ محبت کی ڈیوٹی پوری کی گئی۔ میں شکریہ ہرگز نہ لکھونگا۔ اور لکھتا بھی تو لکھنے کون دیتا ہے چکر آتے ہیں۔ خاطرداریاں کرنے والے قلم روکتے ہیں۔

مرض سے تو فراغ ہو گیا۔ پہلو میں ناتوانی کے ناز انداز ہنوز موجود ہیں۔ جب تک یہ مہمان ہیں میں بڈھے کی قمیص احمر (لال کرتی) کا دامن نہیں چھوڑ سکتا۔

مہاراجہ سر کشن پرشاد نے آپ کے حوالہ سے ایک رسالہ لکھا ہے آریہ سکھ کے مناقشہ پر۔ میں نے اسکا دیباچہ لکھکر واپس کر دیا۔ یہ عہد عتیق کی باتیں ہیں۔ اب تو نہ لکھنے کا ہوش ہے نہ پڑھنے کے حواس۔ کیوں رستے ڈاکٹر نکلی دل کی پھانس۔

حسن نظامی

کے بوجھ سے سر نہ اٹھا سکا۔

سفر دکن و بمبئی ختم کیا۔ گھر آیا۔ تو سفر رمضان کو گھر میں پایا۔ عید کے مشکوک چاند نے اس سفر کو ختم کیا تھا۔ کہ سترہویں حضرت امیر خسرو رح کے نقارہ پر چوب پڑی۔

میری نہ عید۔ نہ دید۔ نہ شنید۔ پر کام سب کرنے پڑتے ہیں۔ شاباش میاں یوسف کو سنتا ہوں کئی روزے رکھے۔ ان کی عیدی بھی نہ بھیج سکا لکھ تو رہا ہوں مگر ڈر ہے کہ پھول والوں کی سیر آپ کو قطب صاحب نہ لے گئی ہو۔

دعا گو۔ حسن نظامی

ایک کتاب جس کا نام انتخاب توحید ہے تمہارے منتخب موحدانہ خیالات کی دلچسپی کے لئے روانہ کرتا ہوں۔

میں خوش ہوں کہ تمہارا دل بیمار ہے۔ اور دعا کرتا ہوں کہ تمہارا جسم بیماری سے نجات پائے۔

دعا گو

حسن نظامی

نہیں کیا - جب ہوگا اطلاع دی جائے گی - والسلام
حسن نظامی

آپ کو میرے خط کا انتظار ہوگا - دنیا کا تماشہ ہے جنکے خط کی لوگ راہ دیکھا کرتے ہیں ان کو بھی کسی کے خط کی راہ دیکھنی پڑتی ہے -
عزیز یوسف کی صحت کی خبر مع مٹھائی کے ملی - الحمد للہ کہ وہ اچھے ہوئے -
میں بھی ایک مہینہ اپنی بیوی اور ان کی چھوٹی بہنوں کی چیچک کی تیمارداری کرنے میں بے فرصت رہا - اب سب اچھے ہوئے تو میں نے گھر سے قدم نکالا -

خیر طلب حسن نظامی

میں - عقیدت - محبت - انس - سب الفاظ کے مفہوم سے جدا ہو محض لطف ادب و شائستگی کی قدر میں یہ خط و کتابت ہوا کرتی ہے مگر یہ نہیں تو وہ نہیں - اور وہ نہیں تو یہ کہاں -

---

تیسو آخر دن ہو گئے اور عید کارڈ کو سات - مگر میں ابتک مبارکباد دو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خبر لینے جایا کرتا۔ وعدہ بھی کیا تھا۔ مگر کنہیا جی کی بانسلی سُن چکو تو باہر کا ہوش ہو۔

آپکا خط آج آیا۔ محمد مختار نام دیکھکر شوق دید میں بے اختیار ہوا۔ وہ صاحب مجھ سے ضرور ناراض ہونگے۔ کئی دن سے نہیں ملا۔ مگر میں مہا بھارت کے بہادر صاحب سے جی لگا بیٹھا۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے جاؤ ہماری بپتی ختم کر لو تو کسی اور کو دیکھو۔

دعاگو۔ حسن نظامی

خط ملا۔ احوال علالت سے فکر بڑھا۔ پانچواں دن ہے میں نے ایک خواب دیکھا تھا جس سے بہن کی علالت کی زیادتی معلوم ہوتی تھی۔ شاہ صاحب کے ہاں گیا تو ان سے یہ خواب بیان کیا۔ انہوں نے خواب سُن کر آپکا خط سامنے رکھدیا جس میں اسکا ذکر تھا۔ بہرحال تشویش نہ کیجئے خدا صحت دیگا۔ میں نے آپ کو خاص درگاہ کے اندر دیکھا تھا۔

پھر وہاں نہ جا سکا۔ اُس دن کے بعد پرسوں جانا ہوا تھا۔ کیونکہ مجھکو غشی کا دورہ ہو گیا تھا۔ یہ تو عہد طفلی سے ہوا کرتا ہے۔ اس کے سبب [illegible] مضمحل رہا۔

پہنچانا۔

حسن نظامی

مضمون والا خط دیکھتے ہی میں نے رسید لکھدی تھی۔ نظم تو آپ کی خطیب میں چھپ گئی۔ نثر بھی چھپ جائیگی۔

گزشتہ ہفتہ میرا عقد تھا اسلئے مفصل خط لکھنے کی فرصت نہ ملی۔ اہلیہ سابق کے انتقال کو سات برس ہوئے بارہ برس کی ایک لڑکی ہے جو خالہ کے پاس رہتی تھی اور اب میرے پاس آگئی ہے۔

اسکی کیا وجہ کہ میرا رسید والا خط گم ہو گیا۔ عزیز محمد یوسف کو دعا۔

حسن نظامی

سولہ تاریخ سولہ کا سن۔ کیوں نہ کہوں میسر ہوں تم کو مرادوں کے دن کرشن جی کی لائف لکھ رہا ہوں۔ اندھیرے سے لیکر اندھیرے تک کام کرتا ہوں۔ مطالعہ بھی۔ کتابوں کا باہمی مقابلہ بھی۔ اسپر محاکمہ بھی۔ تمنا یہ ہے کہ ایک حسین آدمی کی حیات ایسی لکھوں جو اُردو زبان میں سب سے زیادہ حسین ہو۔

شاہ صاحب دلی میں زخمی پڑے ہیں۔ اخلاق کا تقاضا تھا۔ انکی

مجکو سورج ناحق لکھا آجکل تو میں اسکی دختر دھوپ کی پوجا کیا کرتا ہوں۔ برج اور معرفت دونوں سے ناآشنا ہوں۔

نظام المشائخ واسوۂ حسنہ کی رسید ملی۔ اطمینان ہوا۔ زیادہ اظہار تکلف شکریہ نہیں نہ کرو۔ مصرعہ چہ کند بے نواہمی دارد۔

میں تو بہت خوشی سے چاہتا ہوں کہ تمہاری نظم و نثر رسالہ نظام المشائخ واسوۂ حسنہ میں چھپے۔ مگر جبکہ تم اُف اور آہ ہو تو اخباری کاغذ جل نہ جائیں گے۔ میرے خیال میں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

ہر شخص کی جداگانہ رائے ہوتی ہے۔ دنیا میں مردم شناسی کم ہے ظاہری حال کو دیکھا جاتا ہے۔

تندرستوں سے مجھے کچھ زیادہ اُنس نہیں ہے۔ بیماروں کو پسند کرتا ہوں۔ خواہ کسی قسم کا مرض رکھتے ہوں۔

تمہارے احمد آباد گجرات کے ایک شخص جو میرے مرید ہیں ۲۰ روز سے پولس کی حراست میں بھیجدیئے گئے تھے۔ اور آجکل وہی جیل میں ہیں۔ گناہ آجتک معلوم نہوا۔ ان کی کوشش میں ذرا آجکل مصروفیت زیادہ ہے۔

یوسف بہت ہونہار بچہ ہے۔ ایک بار دیکھکر مجھکو یاد رکھا جمعرات کو درگاہ میں آیا تو سلام کیا۔ میرا دلی پیار اس تک

بقول کسی کے کُن کے ہاتوں غریب کائینات کو سب کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔

مجکو پانی پینے، روٹی کھانے، کمبل اوڑہنے، ویرانوں کے دیکھنے قبروں کی بوسیدہ ہڈیوں سے باتیں کرنے میں اتنا وقت خرچ کرنا پڑتا ہے کہ آپ کا وعظ دوبارہ سُننا محال نظر آتا ہے۔ اگر نپولین نے سچ کہا ہے کہ محال اور ناممکن کوئی چیز نہیں تو کبھی پھر بھی اسکا موقع نظر آجائیگا۔

مجکو بخار سے ازحد نفرت ہے۔ گو جانتا ہوں کہ زندگی بھی ایک بخار ہے۔ اور جسمی حرارت پر اسکا مدار ہے۔ مگر وہ بخار جو تمکو ستایا کرتا ہے اب جاتا رہے تو اچھا ہے۔ اس خط کو لکھتے وقت میرے دل نے کہا کہ خدا نے تمکو تندرستی دی۔ یہ سنکر مجکو اطمینان ہوا۔ والسلام

حسن نظامی

نغمہ ناسوتی کاغذ کے پرزے میں لپٹا ہوا ملا۔ دل کے کانوں سے سُنا اور جسم کی آنکھ سے پڑہا۔

ہاں میں نے اپنے دل سے سُنا تھا کہ وہ پھر صدائے ہو عالم بالا سے مانگتا ہے۔ کسی دن فرصت ہو سانس کی پھانسیں اپنی کھٹک سے باز آئیں تو پاس انفاس اور نفی اثبات کی سیر کرنا۔

حسن نظامی

کرو۔ اور چپ چاپ پان درست کرکے دو۔ کہ چونا اور کتھ نہ
ہو جائے نہ اتنا الٹھڑا ہوا ہو۔

میری خبر گیران!
لکھنے کی محنت سے چنگی پھوڑے کی طرح دکھ رہی ہے۔ مگر خط کا
شکریہ ادا کرنا لازم ہے۔
ہاں خدا چاہے کہ یہ چودہ دن بھی آسان کردیگا۔
سویرے ارہر کی دال پکا دینا گم گئی کی۔

حسن نظامی۔

دوستوں کے نام

بخدمت ام یوسف صاحبہ!

عید کا روز اسکو ملا جو عید و محرم کے امتیاز سے نا آشنا ہے
کی دنیا میں سانس لینے کو نمودار ہونا اور پھر نمودار رہنا از بس دشوار

تم کو میں نے کتاب بھیجی ہے - اسپر لکھا کرو - خراب کاغذ پر نہ لکھو
کاپی نویس سے لکھے گا کیونکر -

مجکو سالن بہت کم بھیجا کرو - اتنا لکھا تم بھول جاتی ہو - بس تین روٹیاں
اور تھوڑا سا سالن - تاکہ زیادہ نہ کھا سکوں -

آج سے چلہ کے صرف ۱۲ دن باقی رہ گئے - یہ بھی خدا نے چاہا ہو
کسی طرح جائیں گے - تم جو بار بار مضمون دکھاتی ہو یا نہیں -

ہر مضمون کو دو دو دفعہ یاد کرکے پڑھا کرو - اسکے بعد جواب لکھو تب
تیسری دفعہ پھر پڑھ لیا کرو - غرض اس سے یہ ہے کہ مضمون ذہن پر
نقش ہو جائے اور جب کسی مضمون کو سوچو تو اس یادداشت سے مدد ملے -

حسن نظامی

لیلی - افسوس ہے کہ آج مجکو اسکی ضرورت پیش آئی کہ خفگی کے
اظہار کے ساتھ تم کو اپنا منشا بتاؤں - کھانے کو تو خود لکھا کہ بھیجا ہے پان
واپس کرتا ہوں - کتھا چونا کم کرو - میں چونہ کو زیادہ چاہتا تھا مگر اتنا زیادہ
نہیں - تم نے چونا بھی حد سے بڑھا دیا اور کتھہ کے بھی الٹے لگانے شروع
کردیئے - میں نے دو دفعہ تم کو ہنسی کے اشاروں میں بتایا آج مجبوراً پان
واپس کرتا ہوں - مجھے اس وقت بہت غصہ آرہا ہے - تم کسی سے کچھ

خواجہ بانو! اسلام!! اب میں خدا کے فضل و کرم سے بالکل
اچھا ہوں۔ ڈاکٹر کے مرہم نما تیل سے بہت فائدہ ہوا۔ یہ ڈاکٹر بھی مجھ
جیسا چلہ باز ہے۔ اس واسطے اسکے ہاتھ لگنے کا ڈر نہ تھا۔ اس نے
عمل روحانی بھی مجھ پر کیا۔

پیٹ کی ورم بہت کم ہے۔ مگر احتیاط یہ ہے کہ اس وقت کھانا
نہ کھاؤں۔ سوتے وقت دودھ پی لوں۔ آدھی کیتلی دودھ چھان کر بھجوا
بھیجدینا۔ یہاں گرم کر لونگا۔

خدا نے کیا۔ یہ آفت ٹل گئی۔ اب تم ہر طرح تسلی رکھو۔ واحدی صاحب
کا صبح خط آیا تھا کہ میں آؤں۔ میں نے انہیں منع کیا تھا۔ اب انکا ایک خط
اور آیا ہے۔ جو روانہ کرتا ہوں۔ تم نے اشارۃً چلہ مختصر کرنے کو لکھا تھا وہ
صاف زور دیتے ہیں کہ توڑ ڈالو۔ بھلا یہ بھی مردوں کی بات ہے۔ جو
پیچھے بھاگ جائیں ذرا سی تکلیف سے۔

حسن نظامی

لیلیٰ!

سبق ارسال ہے۔ اسکا جواب ذرا بڑا لکھنا۔ اور روپیہ کی خرابیوں
پر۔ اور عورتوں کی اندھا دھند حالت پر دماغ سے زور لیکر خیال ظاہر کرنا۔

کہ ایک روپیہ قرضہ کا دینا ہو تو مجھ سے پوچھا جائے۔

روپیہ روانہ کرتا ہوں محتاجوں کا تم نے خیال کیا جی خوش ہوا۔
میرے پاس بانات کا ایک ٹکڑا استعمال کیا ہوا ہے کرتہ بنا دینا۔ یا کپڑا منگا دینگے
پورا گرم جوڑا ہو تو زیادہ ثواب ہے۔

لیلی! خط ملا۔ رات کو تو بیشک حالت بہت خراب تھی۔ میں نے تم لوگوں کی
پریشانی کے سبب خبر نہ کرائی۔ بخار چارجا اور گھبراہٹ کی کچھ حد نہ تھی۔ چاہتا
تھا کہ چلہ کو سلام کروں۔ اور تم کو بلالوں۔ مگر ہمت نے اس سے انکار کیا
آدھی رات کو بخار اترا۔ بھوک شدت کی لگی۔ دودھ منگا کر پیا۔ پھر
خوب گہری نیند آئی۔ ناف صبح ملوائی تو سہی مگر خرابی انتڑی میں معلوم ہوتی
ہے۔ اور وہ پھوڑے کی طرح دکھتی ہے۔ اس واسطے میں نے ڈاکٹر کو بلایا ہے
عورتوں کی طرح صرف پیٹ دکھاؤنگا۔ باقی جسم ڈھکا رکھونگا۔ ناف بھی
یونہی ملوائی ہے۔

بخار صرف انتڑی کی خرابی سے تھا ورنہ منہ کا مزا۔ دماغ دل بالکل ٹھیک
ہے۔ اور اس وقت تو ایسا ہوں کہ خوب صفائی سے لکھ رہا ہوں۔

حسن نظامی

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

پان بھیجو۔ صابنی ٹبل دو۔ زردہ اچھا ہے یعنی صاف چورا دو۔ ڈنمل بڑول
دو دو ہمیشہ آدھا گلاس بھیجا کرو۔ زیادہ نہیں۔

دل جان من لیلیٰ
کوئی مجھ سے پوچھے تمہاری شادی کہاں ہوئی ہے تو میرا جواب کیسا
آسان ہوگا۔ کہہ دونگا۔ وہاں جہاں پانزں ہیں یا کتھ بہت لگایا جاتا ہے
آج ابھی سے بھوک لگ رہی ہے خدا کا شکر ہے۔ رات کو نیند بھی اچھی
آئے تب بات ہے۔

لیلیٰ! بسلام۔ خط ملا۔ مجھے تمہارے مشورہ سے اتفاق ہے لیکن
جب تک کپڑا آئے اور سلے اس وقت کے لئے تو بستر پوشی ضروری
ہے۔ اپنے دو کرتے روانہ کرتا ہوں۔ میرے لئے گرمی میں بھی پنجابی رنگ
ان میں سے جو کرتے بن سکیں ان غریب بچوں کو بنا دو۔ پاجاموں کو
بعد میں دیکھا جائے گا۔
تم نے جو بانو کے خط پر لفظ قبلہ و کعبہ کاٹ دیا۔ مجھے اس سے بہت
خوشی ہوئی۔ تم کو شاید میرے قبلہ و کعبہ والے مضمون کا خیال آیا ہوگا
جس میں قبلہ و کعبہ لکھنے کی مخالفت کی تھی۔ خدا کرے تم جیتی رہو۔ ال

ہوں۔ رات کو نیند خوب سناٹے کی آئی دو دفعہ آنکھ کھلی اس وقت بھوک بھی ہے
سالن کم بھیجا کرو۔

حسن نظامی

پیاری باورچن سلام۔ آج سالن اور بھیجا خوب ہی مزیدار تھا معلوم
ہوتا ہے تم بڑی اچھی باورچن ہو۔ ذرا مرچیں تیز تھیں مگر گوارا تھیں۔
گھنٹہ گھڑی کو کوک دینا ورنہ بند ہو جائے گا۔ حور بانو سے سلائی کا اور پکانے
کا کام لیا کرو۔ وہ کھیلتی پھرتی ہیں۔ اب ان کی عمر کھیل کی نہیں ہے۔
پانچ تا کاغذ لفافے نذر کرتا ہوں۔ کہ کاغذی آدمی کی نذر کاغذ کے سوا
کیا ہو سکتی ہے۔

حسن نظامی

کنٹوپ کا چندا چھوٹا ہے۔ سر میں پھنس گیا۔ ذرا اس سے بڑا ہو۔
انگشتانہ گنڈے کی ضرورت نہیں۔ معمولی کافی ہے۔
خرابی روشنائی کی نہیں قلم کی ہے۔ تم کو باریک نب بھیجا ہے
اس سے لکھا کرو۔
وہ اخبار کا مضمون اسلئے بھیجا تھا کہ کل کے سبق کانگرس اور
مسلم لیگ کو سمجھ لو۔ کہ بیوی کانگرس کی ہم خیال ہیں اور میاں مسلم لیگ کے

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

اتوار کے سبب ٹکٹ نہ ملے ہونگے۔ سال گرہ کا خیال نہ آیا تھا۔
کل رات کو میں نے ایک برا خواب دیکھا تھا اسکی بنا پر تار دیا۔
ڈاک خانہ خطوں کے لیے بند نہیں ہوا کرتا۔ یہ خط ڈاک منشی نے کیوں واپس کیا۔ یہ اسکی شرارت ہے۔

آموں کا حال معلوم ہوا۔ میں خود تم کو ایک پارسل بھیجنا چاہتا تھا۔ چلو اچھا ہوا تم کو آم مل گئے۔ اب میرا جی یہاں آم کھانے سے خراب نہ ہوگا۔ آم تو میں نے ترک کر دیئے ہیں قبض ہونے لگا تھا۔
میرے جی میں تم کو جیسے خط لکھنے کے ارمان تھے وہ اس گڑبڑ میں نہیں لکھے جاتے۔ فرصت ملتی تو چھپنے اور رکھنے کے قابل تم کو خط لکھتا
سلمہ کا حال سنکر بے قرار ہو گیا۔ آپا اس سے کیوں بے پروا ہیں وہ دنیا میں خواہ مخواہ تو نہیں آگئی ہے۔ اپنا بچہ ہے۔ اسکے لئے خرچ اور علاج میں غفلت نہ کرو۔

از سکندر آباد

مونسِ من السلام۔ آج صبح مدرہ سے سکندر آباد آیا۔ مدرہ سے دو خط لکھ چکا ہوں۔ ملے ہونگے۔ یہاں آکر تمہارے خط وصول ہوئے اور ساری کیفیت معلوم کی۔

[illegible]

ޖަވާބު

[illegible]

ޖަވާބު

[illegible]

خیریت روز لکھا کرو۔

از سکندر آباد دکن

تار آج ملا کہ سلمہ اچھی ہے مگر مجھے اطمینان نہیں۔ میں اچھا ہوں آج صبح دو خط ملے کل نہ آیا تھا۔

یہاں گرمی بالکل نہیں۔ جی چاہے تو آجاؤ۔ ورنہ میں بھی رمضان سے پہلے آجاؤں گا۔ پھر شملہ چلنا۔

حور بانو کو آداب۔ اور کسی کو نہیں۔ ابن عربی کو شاباش جیتے رہو۔

حسن نظامی

از سکندر آباد

پردہ والی بانو!

کل شام کو اور آج صبح خطوط ملے۔ گھڑی گھڑی پڑھے اور مزا لیا۔ سلمہ کی صحت سے اطمینان ہوا۔ میں اس وقت مدرہ جا رہا ہوں آٹھ گھنٹہ کا راستہ ہے۔

جلدی کے سبب مفصل جواب نہیں لکھ سکتا۔ حور بانو کو یہی خط دکھا دینا۔

اب یہ آخری خط ہے۔ میں تمہیں کل نہیں لکھوں گا۔ کیونکہ یہ پرسوں ہفتہ کو پہنچیگا۔ اور ہفتہ کو میں خود گھر میں ہونگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

حسن نظامی

میری ننھیا!

کل متھرا سے ایک خط لکھا تھا پہنچا ہوگا۔ آج دس بجے صبح منماڑ پہنچا حیدرآباد کی گاڑی یہیں سے ملتی ہے۔ مگر ہماری گاڑی دہلی سے تین گھنٹے لیٹ تھی۔ حیدرآباد کی گاڑی ساڑھے آٹھ بجے چھوٹ گئی اور میں رہ گیا۔

اب میں رات تک یہاں پڑا رہونگا۔ اور پھر کل رات کو حیدرآباد پہنچونگا۔ راستہ تو آرام سے گزرا کہیں کہیں بارش بھی ہوتی آئی مگر اس دیر کا بہت افسوس ہے۔ کھجوریاں کھائیں مگر وہ ثقیل ہوتی ہیں کھائی نہ گئیں۔ روٹی ملتی نہیں۔

خیر وہ دن کی تکلیف اور ہے۔ پرسوں سے آرام ہوجائیگا۔ گنبد کے پاس والی قلمی تصویریں بٹ کاغذ میں لپیٹ کر صندوق میں رکھوا دینا۔ برسات میں خراب نہ ہوجائیں۔

حور بانو سے کہنا کہ استانی جی کے جانے کے بعد پڑھنا ناغہ نہ کریں اور اپنے ہاتھ کا پرچہ روزانہ لکھتی رہیں۔ سلمہ کا بہت فکر ہے اس کی

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

یوں بھی اب کے پیریا منگل کو روانہ ہونے کا ارادہ ہے ۔ آج دن بھر بیٹے کچھ کام نہیں کیا ۔ ازحد پریشانی ہے ۔ بیماری کے سبب نہیں ۔ بلکہ خط نہ آنے کی وجہ سے ۔ کیونکہ بمبئی میں خط نہیں رک سکتا ۔

متفکر حسن نظامی

بمبئی

خواجہ کی پیاری ! خدا تم کو تندرستی دے ۔

کل خط نہ آنے سے ازحد فکر ہوا ۔ آج بھی اب تک ڈاک نہیں آئی ۔ تار کا جواب بھی نہ آیا ۔ شاید دوپہر تک آجائے ۔

صرف جواب کی راہ دیکھتا ہوں ۔ فوراً روانہ ہوجاؤنگا ۔

رات کو میر اجی بھی خراب رہا ۔ کھانا نہ کھایا ۔ اب بھی طبیعت بالکل صاف نہیں ہے ۔ موسم خوب ٹھنڈا ہے ۔

حسن نظامی

ازبمبئی

میری مریضہ !

خدا تم کو صحت دے ۔ کل کے اور آج کے خط سے زکام کی تکلیف

از بمبئی

فکر میں ڈالنے والی خدا تیرا بھلا کرے۔ کل اور پرسوں ایسی تشویش رہی کہ خدا کی پناہ۔ جب دوپہر کو خط آیا تو جان میں جان آئی۔

میرا ارادہ منگل کو یہاں سے چلنے کا ہے مگر امید نہیں ہے کہ یہ ارادہ پورا ہو۔ غالباً جمعرات کو چلونگا۔ اور جمعہ کو آگرہ ٹھہرونگا۔ ہفتہ یا اتوار کو گھر پہنچنا ہوگا۔

کل یہاں تو چاند دکھائی نہ دیا۔ ابر تھا۔ دلّی کی خبر نہیں۔

حسن نظامی

از بمبئی

میری جان اللہ کی امان!

کل کے خط سے طبیعت کی خرابی معلوم ہوئی تھی۔ آج صبح سے لے کر یہ وقت کہ چار بجے ہیں۔ تمہارا خط نہ آیا۔ طرح طرح کے وہم آ رہے ہیں۔ تار بھی دیا ہے۔ مگر جی کو تسلی نہیں۔ تار کا جواب ٹھیک آیا تو خیر ورنہ کل روانہ ہو جاؤنگا۔

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مگر تم نے سچ لکھا تھا کہ دل تو قریب قریب ہیں۔ مگر دیدار طلب آنکھ کا کیا علاج۔

والسلام

حسن نظامی

از مدرہ دکن

بے پر کی تیتری!

آج میں حیدرآباد سے بہت دور ہوں۔ مدراس یہاں سے صرف رات بھر کا راستہ ہے۔

یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ چھپر پڑے ہوئے ہیں۔ رات کو جب یہاں پہنچے تو سخت گرمی تھی۔ سر میں درد ہو گیا۔ مگر آدھی رات کو ابر آیا تو صبح ہوئی۔ ہوا چلی۔ ہم سوئے اُس نے پنکھا جھلا۔ رات کو آم زیادہ کھائے تھے اس سے جی خراب ہے۔ نیند چلی آتی ہے۔ یہاں دن بھر ٹھہرنا ہے۔ رات کو روانہ ہو کر کل حیدرآباد پہنچیں گے۔ اور تمہارا خط دیکھیں گے۔

حسن نظامی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سلطان باغ حیدرآباد

لیلیٰ جانی!

آج صبح کی ڈاک میں اتوار کے سبب تمہارا خط نہیں آیا۔ شائد شام کو آئے گا۔

میں اس وقت ایک بہت ہی خوبصورت مقام پر ہوں۔ اس کا نام سلطان باغ ہے۔ مگر درحقیقت یہ دل باغ ہے۔ نواب اقبال الدولہ بہادر سابق وزیر اعظم حیدرآباد کے پوتے نواب محمد ابوالفتح خان اس میں رہتے ہیں جنہوں نے آج مجھے یہاں مدعو کیا ہے۔ کھانا کھا کر گانا سنکر اوپر کی منزل پر آیا ہوں۔ سامنے پہاڑ ہیں۔ ندیاں نظر آتی ہیں۔ مگر یہ حسین ساگر تالاب کا نظارہ ہے۔ ندیاں نہیں ہیں۔ تم یہ دیکھتیں تو بہت خوش ہوتیں۔ میں نے ابھی لیلیٰ کا قصّہ قوالی میں سنا ہے اس لئے اپنی لیلیٰ کو درد دل سناتا ہوں۔

میری لیلیٰ! میری لیلیٰ!! میں اس باغ میں سب کچھ پاتا ہوں۔ دنیا کی سب بہار اس میں ہے۔ مگر تم نہیں ہو تو کچھ نہیں ہے۔

یہ شہر سے آٹھ دس میل دور ہے۔ اور جنگل میں بالکل اکیلا ہے۔ اگر دور نہ ہوتا تو میں ہمیشہ یہیں آکر ٹھہرا

از سکندرآباد دکن

پیاری پنکھے والی!
ٹھنڈی ہوا کا جھونکا کھاؤ۔ تمہارا خط تو مجھے روز مل جاتا ہے فقط ایک دن دیر ہوئی تھی۔ مگر میرے خط کو کیوں دیر ہوتی ہے حالانکہ میں روز روز کے ہزار کام چھوڑ کے تم کو خط لکھتا ہوں۔ اور آج تک کسی دن ناغہ نہیں کیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ پولس والے کھول کر دیکھتے ہیں اور دیر لگاتے ہیں۔ کھول کر دیکھنا ان کا فرض ہے۔ اگر ان کو کچھ شبہ ہو مگر ان کو یہ خیال کرنا بھی ضروری ہے کہ خطوط میں دیر کرنے سے کتنا ہرج اور فکر پیدا ہوتا ہے۔

خیر صبر کرو اور پولس والوں کو دعا دو ان کی بدولت خط دیر میں ملتے ہیں ورنہ میں برابر روز لکھتا ہوں۔

سلمہ کی خیریت کا تار آیا مگر مجھے یقین نہیں ہے۔ کیا بھید ہے جس دن تم نے برا خواب دیکھا اسی دن میں نے دیکھا۔

تمہارا وفادار شوہر
حسن نظامی

از سکندرآباد دکن

محرمِ رازِ من!

کل کے خط سے معلوم ہوا کہ تم کو ۳ جون تک میرا خط نہیں ملا۔ بہت تعجب ہوا۔ میں نے تم کو ایک خط ۱۳ مئی کو لکھا تھا وہ ۲ جون کو تم کو ضرور ملنا چاہیے تھا۔ شاید چچا کو ملا ہو۔

مگر تمہاری پریشانی سے مجھے پریشانی ہوئی۔ رات کو یہی خیال رہا اور بہت برے برے خواب دیکھے۔ آج صبح تار بھیجا ہے۔ اور سلمہ کی خیریت بھی منگائی ہے۔

میں روزانہ برابر تم کو خط بھیجتا ہوں۔ اب امید ہے کہ برابر ملیں گے راستے کے سبب دو روز کا حرج ہو گیا۔

میرا وہم کہتا ہے کہ سلمہ خدانخواستہ زیادہ علیل ہے یا کچھ اور بات ہے۔ تم کچھ خیال نہ کرنا اور سچ سچ مجھکو اصلی حالت لکھنا۔

حور بانو کا خط ملا۔ حور! تم اپنی آپا کو فکر نہ کرنے دیا کرو۔ میں بالکل خیریت سے ہوں۔ آم کھانے سے ذرا قبض ہو گیا ہے۔ کل سے آم چھوڑ دیے۔

سلمہ کے خیال نے بہت فکرمند کر رکھا ہے دیکھئے میں اسکو زندہ پاؤنگا یا نہیں۔ خبر نہیں اس سے کیوں اسقدر محبت ہو گئی ہے۔

کل رات کو ایک بجے سونا ملا۔ سویرے جی خراب تھا دس بجے جب ذرا لوگ کم ہو گئے تو میں سو گیا۔ درمیان میں مہاراجہ صاحب کا سوار خط لیکر آیا تو جاگا۔ اور پھر سو گیا۔ بارہ بجے جاگا غسل کیا۔ کھانا کھایا اور یہ خط لکھنے بیٹھا۔

آم زیادہ کھانے سے معدہ خراب ہو گیا آج سے میں نے آم نہیں کھائے لیکن مسلم مرغ پکا ہوا تھا۔ وہ بھی ثقیل ہوتا ہے۔ تاہم اس وقت جی ہلکا ہے۔ آج گھر سے چلے پورے آٹھ دن ہو گئے۔ منگل کو چلا تھا آج منگل ہے۔

تم دن بھر کیا کرتی رہتی ہو۔ سارا روزنامچہ لکھا کرو۔ تاکہ مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ میں پردیس میں ہوں۔ اور تمہارا سب حال معلوم ہوتا رہے۔ جہاں جاؤ جو تمہارے پاس آئے سب یاد کر کے لکھا کرو۔

حسن نظامی۔

اس واسطے خط لکھتا ہوں کہ سلمہ کے علاج میں بہت کوشش ہونی
چاہیئے۔ پرلے کھاکر اسکا مرض بڑھا گیا ہے۔ گھر کی دواؤں سے
کیا ہوگا۔ بگی منگا کر چاندنی چوک والے ڈاکٹر کے پاس لیجاؤ۔ اور احتیاط
سے پرہیز و علاج کرو۔

ابن عربی کی بھی علالت سے فکر ہے۔ اسکو بھی ڈاکٹر کے ہاں
جانا چاہیئے۔ غفلت ٹھیک نہیں۔

میں اچھا ہوں۔ موسم اچھا ہے۔ رات کو بارہ ایک بجے سوتا
ہوں۔ صبح پانچ بجے اُٹھتا ہوں۔ دن کو سونا مل جاتا ہے۔
آم یہاں بھی کثرت سے کھانے میں آتے ہیں۔ تین وقت کھاتا ہوں
تم نے خربوزہ کھائے۔ گویا ہمنے کھائے۔
آم ہمنے کھائے گویا تمنے کھائے۔

از سکندرآباد دکن

دل کو لینے والی لیلی۔
کل صبح خط آیا تھا۔ آج صبح نہ آیا۔ شام کو آئے گا۔ یہاں دو وقت
ڈاک آتی ہے۔ تمہارا خط اکثر شام کو آتا ہے۔ مگر کل فجر آگیا تھا۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سامان ۔ کھانا خوب کھایا جاتا ہے ۔ خاص کر آم تو دن میں تین بار کھاتا ہوں ۔ موتی بیگم اور ان کی سب بہنیں رات دن خاطر داری میں مصروف ہیں ۔

تم یہاں آتیں تو ان لوگوں کی تمیز داری سے تم کو بہت تجربہ ہوتا ۔ بات بات میں ۔ کھانے پینے میں غرض ہر کام میں ان کی صفائی ستھرائی اور سگھڑاپا ہے ۔ ہمارے ہاں تو کسی کو خواب میں بھی یہ تمیز نہ آئی ہوگی

حسن نظامی ۔ تمہارا یاد کرنے والا

سکندر آباد دکن

جان من!

کل شام کو تمہارا خط ملا ۔ یہ پہلا خط پردیسی کے نام ہے جس نے جی کو شاد کیا ۔ حالات معلوم ہوئے ۔ امید ہے کہ تم کو متھرا والا اور ممتاز کا لکھا ہوا خط بھی مل چکا ہوگا ۔ اور سکندر آباد آکر جو خطوط میں نے لکھے ہیں وہ بھی پہنچے ہوں گے ۔ میں ایک خط روز ڈال دیتا ہوں ۔

کل گرمی زیادہ رہی ۔ اول شب بھی گرمی کا اثر تھا ۔ آدھی رات سے خنکی شروع ہوئی ۔ سب اندر سوتے ہیں ۔

فرصت کم ہے ابھی ڈاک کے دوسرے خط بھی نہیں پڑھے ہے
نہ مانا چٹکیاں لیں ۔ گدگدایا ۔ اور بے قابو کر دیا ۔
یہ خط اور میں ساتھ پہنچیں گے ۔ خط ذرا کچھ پہلے میں ذرا کچھ بعد
اس خط کو جی چاہتا ہے جلا کر خاک کر دوں یہ مجھ سے پہلے تمہارے
پاس کیوں جائے گا ۔ اس کا کچھ حق نہیں ۔ دیکھو اسکو بہت منہ نہ لگا
میرا خیال بھول نہ جانا ۔ اچھی طرح سمجھ لو ۔ میرے دھیان میں یہ خط رخنہ
نہ ڈالے ۔

اس خط کو دیکھکر مجھے تمہاری آیندہ کی لیاقت کی بہت امید بندھ گئی
تم خوب لکھ سکتی ہو ۔ اور میرے برابر لکھ سکتی ہو ۔ تم نے جو آخر میں لکھا ہے
تمہارے دل کی بلی ۔ یہ ایسا فقرہ ہے کہ مجھ سے بھی ایسی عقل کی بات
نہ لکھی جاتی ۔

ارمانوں کا تقاضہ ہے کہ آج کم سے کم دس صفحے تو لکھوں مگر محبت
پر مجھکو قابو حاصل ہے ۔ دیوانہ نہ بننا چاہئے ۔ فرصت کم ہے باہر کا کام
بھی تکتا ہے اسلئے اسکو ختم کرتا ہوں ۔ اب انوار کو ملیں گے ۔ کچھ
کہیں گے ۔ کچھ سنیں گے ۔

تمہارے پہلو سے دور رنجور
حسن نظامی

آج تیسرا دن جمعرات ہے۔ کل جمعہ۔ پرسوں ہفتہ کو رات کے وقت روانہ ہو کر اتوار کی دوپہر کو گیارہ بجے کی ریل میں گھر پہنچوں گا تو دم میں دم آئے گا۔

لو

رام رام

رانی جی

حسن نظامی

از اجمیر شریف

اپنے دل کو پہلو میں نہ دیکھنے والی ملکہ۔

سلام۔ افوہ جی کیسا بھونچال میں ہے۔ گھڑی گھڑی تمہارا خط دیکھتا ہوں۔ حرف حرف کو مزے لے لے کر پڑھتا ہوں۔ اور فرصت کا یہ عالم کہ باہر آدمیوں کا ہجوم ملاقات کی راہ دیکھ رہا ہے۔ میں ان سے ملوں خط پڑھوں۔ تم کو خط لکھوں۔ اس میں دل کے انگارے جنوں میری جان بتاؤ لیلی کیا کام کروں۔

بھائی سانولیہ کو ابھی کارڈ لکھ دیا۔ اور ارادہ کیا کہ تم کو نہ لکھوں کیونکہ

رکھتی ہو۔ میرے سینے کی مشین کا دھیان کا ہے کو آتا ہوگا۔

ہاں اب تمہارا جی کیسا ہے۔ چلنے سے ایکدن پہلے سر میں درد تھا۔ شہر جانے کی تکان سے کچھ زیادہ تو درد نہیں بڑھا۔ اس کا حال ضرور لکھو کیونکہ مجھے اسکا بہت فکر ہے۔ آدمی پہلے سے علاج کر لیا کرے تو بیماری بڑھتی نہیں ہے۔

میرا خیال نہ کرنا میں تو سدا کا بیمار ہوں۔ نہ ساون ہرے نہ بھادوں سوکھے۔ میں علاج کروں یا نہ کروں میرا جنجال تو ایسا ہی رہیگا۔ ضرورت تم کو احتیاط کرنے کی ہے۔

راقم

تمہارے خیال میں غرق

پردیسی حسن نظامی

* * *

از اجمیر شریف

میری آنکھوں والی پتلی۔ سلام

تل اوجھل پہاڑ سنا کرتے تھے۔ یہاں پہاڑ اوجھل تل ہے۔ اونچے اونچے پہاڑوں کی دیواروں میں رات دن بسر کرتا ہوں منگل کو آیا تھا

بڑی مشکل سے چند سطریں لکھی گئیں۔ رات کو نیا قلم منگایا۔ نئی دوات تیار کرائی۔ آج بڑے آرام سے یہ لکھ رہا ہوں۔

مینے اس خط میں ایک جگہ قلم کو عورت لکھا ہے اور ایک جگہ مرد۔ وجہ یہ ہے کہ اردو زبان میں دونوں طرح بولتے ہیں۔ اس لئے مینے دونوں قسم کے لفظ لکھے تاکہ تم اپنے لکھنے پڑھنے میں اسکا خیال رکھو

اب سلو کل کا حال۔ تم کو خط لکھنے کے بعد مہاراجہ سے ملنے گیا۔ اور دو گھنٹے ملاقات رہی۔ عصر کے بعد مکان پر واپس آیا۔ بعد مغرب مہاراجہ خود میرے مکان پر ملنے آئے۔ وہ گئے تو کھانا کھایا۔ کتاب دیکھی۔ اور دس بجے سو گیا۔ سردی زیادہ تھی۔ کمبل دوہرا کرکے اوڑھا۔ جب بھی سردی نہ گئی۔ اور نیند اچاٹ ہو گئی۔ خیر جوں توں کرکے رات گزر گئی۔ صبح قبض کی شکایت تھی۔ آٹھ بجے مہاراجہ پھر ملنے آئے۔ ابھی دس بجے کے بعد واپس گئے۔ پہلے مینے کھانا کھایا۔ پھر یہ خط لکھنے بیٹھا حالت یہ ہے کہ بدن کچھ بوجھل بوجھل سا معلوم ہوتا ہے۔ اب ذرا چہل قدمی کو جاؤں گا تو جی ہلکا ہو جائیگا۔

دیکھئے تم کیا کیا حالات لکھتی ہو۔ جی تو یہ چاہتا ہے کہ سارے رات دن کی کیفیت لکھو اور مجھے یہ معلوم ہو گویا میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوں کیوں جی کبھی ہمکو یاد بھی کیا۔ تم تو سینے کی مشین میں دل لگائے

کل سارا دن دہلی میں سرگرداں پھرا۔ عصر کے بعد تک پھرتا ہی رہا۔
شام کو اتنا تھک گیا تھا جس کی حد نہیں۔ رات کو ۹ بجے سوار ہوا اور
آج صبح ساڑھے آٹھ بجے یہاں پہنچا۔
رات کو ریل کے ہچکولوں نے سونے نہ دیا۔ یہ گاڑی بہت
ہی ہلتی ہے۔ یہاں آ کر دو گھنٹے سویا۔ اب بارہ بجے کھانا کھایا۔
اور اسکے بعد یہ خط لکھنا شروع کیا۔
اس وقت میں تم سے ڈیڑھ سو کوس دور ہوں۔ مگر دل و[illegible]
تمہارے پاس ہے۔ اس کا خیال رکھنا۔ بچارے کو کچھ تکلیف [illegible]
حور بانو کا پرچہ الگ ہے وہ اسکو دیدینا۔

راقم
تمہارا مجنوں
حسن نظا[illegible]

از اجمیر شریف

میری چاند سی بٹیا۔
کل خط لکھ چکا ہوں۔ مگر کیا خاک لکھا۔ نہ قلم ٹھیک [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ސުވާލު

ޖަވާބު -

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ސުވާލު

[illegible]

ޖަވާބު -

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حور بانو - ابن عربی - متوسلہ

سب کی خدمت میں یہ چار حرف بعد سلام و دعا پیار کے
ارسال ہیں۔

تمہارا ابا اور باقی سب کا خالو۔

حسن نظامی

از بمبئی

رمضان کے میوہ - برف - کچالو - زردہ کا پان یہ میری حور جان - ہم کو پنکھے سے ماریں خالہ جان۔

دہلی ہم آتے ہیں صبح کو یہ خط آئیگا اور رات کو ۹ بجے کی ٹرین میں نظام الدین میں ہم اتریں گے - والسلام - والدعا - والآداب والپیار۔

حسن نظامی

مولانا عربی سلام علیکم۔

کل تمہارا خط ملا تھا - آج ابھی ڈاک نہیں آئی - شاید شام کو آئے

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

حورا لنگورا - کھاؤ کھن کھجورا - رہو نور علی نورا - میں خیریت سے ہوں - اور تمہارے پرچہ کی راہ دیکھا کرتا ہوں - راقم تمہارا لخت جگر نور چشم - چاہیتا - لاڈلا باوا -

حسن نظامی

بمبئی

حورا خاتون اسرا سر باتون !!

تمہارا خط کل نہیں آیا - اور آج بھی ابتک ندارد ہے - شاید دوپہر تک آئے -

اب میں اسی ہفتہ میں گھر آنے والا ہوں - استانی جی صاحبہ اور سبکو درجہ بدرجہ سلام کہنا -

حسن نظامی

حور و چنے کا آٹا - عربی گیہوں کا آٹا - دونوں کی مل کر پکی بیسنی روٹی متو کا چیرا گھی - اور کھایا اسکو مولی سے - اور لی ڈکار بدبودار - پھر بتاؤ میرا جی بگڑے یا نہ بگڑے -

کیوں بی حورا باتو اس کا جواب دو - اور کیوں میاں ابن عربی تم

دیکھو حورا پڑھنے۔ پکانے۔ سینے پرونے میں حرج نہ کرنا میں نے
لیلیٰ کو لکھ دیا ہے وہ تم پر تاکید رکھیں اور تمہارے بگڑنے کی پروا
نہ کریں۔

میں اچھا ہوں۔ خط لکھا تو تھا خبر نہیں کیوں نہیں ملا۔ اب تو روز
لکھتا ہوں۔

آپا سے مضمون نہ لکھوایا کرو۔ خود لکھا کرو تاکہ لیاقت آئے۔

حسن نظامی

حورا جانی

خیر کچھ ڈر نہیں۔ تمہاری زبان سے نکل گیا نکل جانے دو۔
آج تمہارا خط پہنچا۔ اب میں اتوار کو گھر آجاؤنگا۔
لو ذرا اکڑی ہو جاؤ۔ اور گھر میں ہر ایک کا نام لے کر آداب سلام
دعا۔ پیار کہہ دو۔ یعنے جو جس چیز کے قابل نظر آئے۔

تم سے جلدی ملنے والا
حسن نظامی

سکندر آباد دکن

بیٹا حورا!

خدا تم کو آم کھلائے۔ کیونکہ میں آجکل آم بہت کھاتا ہوں۔ اور سوائے اس دعا کے تمہارا کبھی خیال نہیں کرتا کیونکہ آم کھانے میں میرا حرج ہوتا ہے۔

اپنی خیریت جلدی جلدی لکھا کرو۔ اور برابر پڑھتی رہو فقط۔

دعاگو

حسن نظامی

حورا پیاری۔

خط ملے۔ حال معلوم ہوا۔ اپنی کتابیں مکان سے منگاؤ۔ پڑھنے میں غفلت نہ کرو۔ ورنہ میں تم کو خط نہیں لکھونگا۔ اگر یہ معلوم ہوا کہ تم پڑھتی نہیں ہو۔

حسن نظامی

ابا کی بیٹی کو بعد آداب کے معلوم ہو کہ تمہارے ابا روز آم کھاتے ہیں اور چھلکے گٹھلیاں تم کو بھیجتے ہیں۔

پیار بھی نہیں لکھ سکتا کہ مجھ مست قلندر کی سونٹی ہو۔
میں نے اتنے خط تم کو لکھے۔ مدت سے جب کبھی باہر گیا تمکو
خط لکھتا رہا کچھ سلیقہ والی ہوتیں تو ان خطوں کو جمع رکھتیں۔ جیسے میں نے
تمہارے خط لکھے کر رکھے ہیں تاکہ جب بڑی ہو جاؤ تو میری طرح اپنے
بچپن کے خطوط دیکھکر خوش ہو۔ میرے خطوط جمع کرو تو ایک دن ان کی
کتاب بن جائے۔ مگر تمہیں خبر نہیں یہ شوق کب ہوگا۔

ماش کی دال۔ آلو کا بھرتا۔ انڈے کا کلیجہ یعنے زردی۔ پسندے
اتوار کے دن پکا رکھنا۔ ایک راج مزدور کرنی بسولی والہ کام پر سے آئے گا
تو دو نوالے کھائیگا۔ اور تم کو پانی پی کر کوسے گا۔

تم نے سنا نہیں بعض فقیر کہا کرتے ہیں ایک پیسہ لیں گے اور
سو گالی دیں گے۔ یہی میرا حال ہے کہ جو میری خاطر کریگا روٹی کھلائیگا۔
اور حسینؑ کے نام کی سبیل کہکر آبخورہ پانی دے گا تو میں اسے کوسونگا۔
سنا تم نے۔ میری اچھلنے والی حورو۔ اچھا لو اب ہم خط کو ختم کرتے
ہیں اور تمہارے ہاتھ کا خیال کر کے ایک پان کھاتے ہیں۔ سب کو
نام لے لے کر سلام۔ آداب۔ دعا۔ پیار کہدینا۔

تمہارا ابا

حسن نظامی

مگر یہ امید کہاں ہے ۔ جب تک میں تقاضا نہ کروں تم کب خیال کرتی ہو ۔

میری حورو! پڑھو تو اپنے شوق سے پڑھو ۔ لکھو تو اپنے شوق سے لکھو ۔ اب تم بارہ برس کی ہوئیں ۔ وہ وقت قریب آیا جبکہ تم پرائے گھر کی بنوگی ۔ کچھ لیاقت نہ ہوئی تو ناک کٹ جائیگی ۔ لوگ کیا کہیں گے کہ لکھنے پڑھنے والے باپ کی اکلوتی بیٹی اور قابلیت خاک نہیں ۔ میرا کچھ بھی نہ بگڑے گا ۔ جی تمہارا جلے گا ۔ اس واسطے جہانتک ہو سکے ہر وقت سینے پرونے کھانے پکانے ۔ لکھنے پڑھنے میں دھیان رکھو کھیل تماشے کا زمانہ ختم ہوا ۔ اب اور وقت آرہا ہے ۔

اری بنو! ذرا سمجھ تو سہی ۔ میں نے کیا کہا اس میں میری غرض کچھ نہیں ہے ۔ جو ہے تیرے ہی فائدہ کی بات ہے ۔

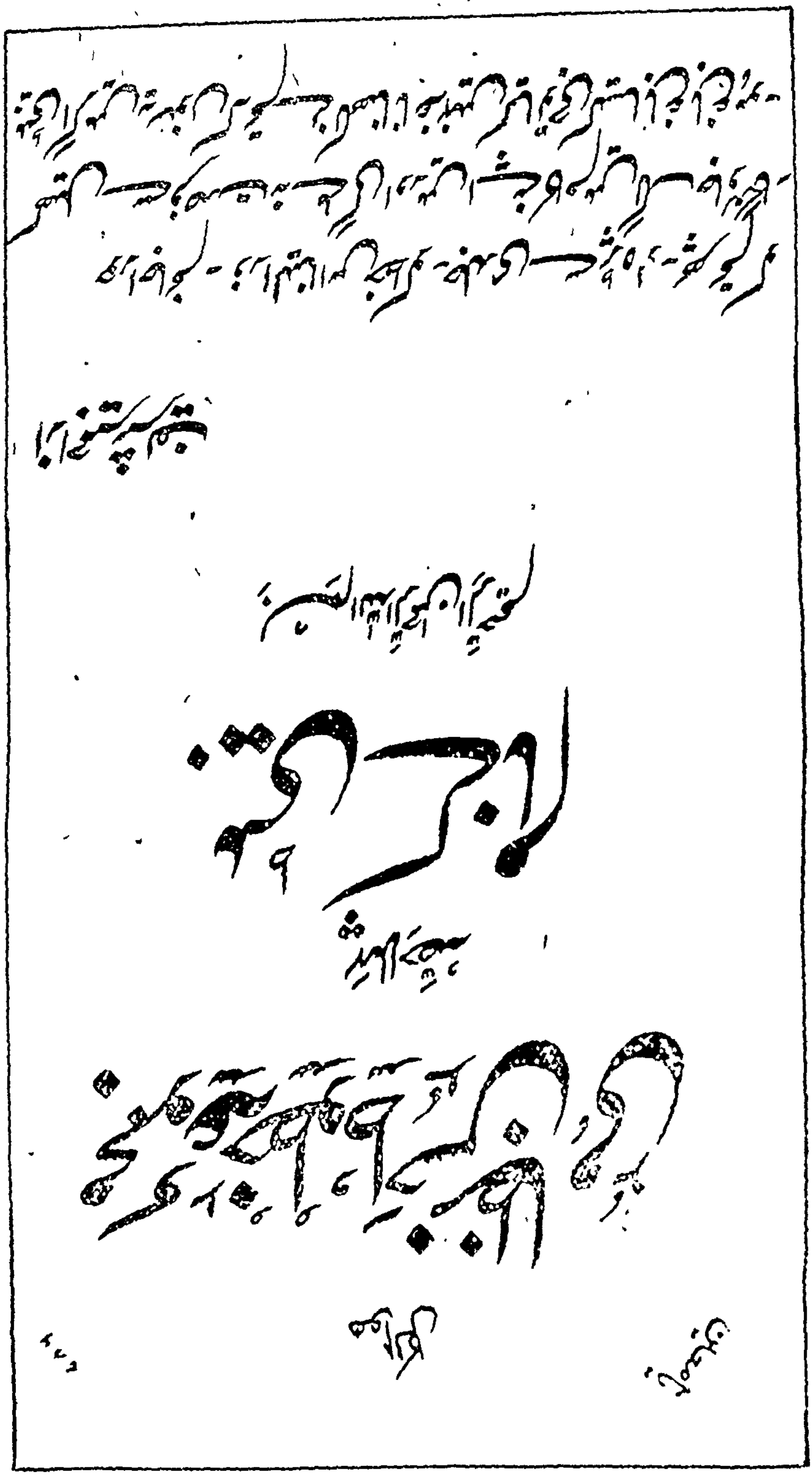
سب کو آداب ۔ سلام ۔ دعا ۔ پیار کہنا ۔

بن ماں باپ کا بچہ حسن نظامی

از اجمیر شریف

حسن کنور حور بانو!

آداب کیونکر لکھوں تم چھوٹی ہو ۔ دعا کیسے لکھوں تم کھوٹی ہو



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سردار دیوان سنگھ صاحب مفتوں شاہ

یہ خواجہ صاحب کے دوست ہیں۔ اور خود خواجہ صاحب نے مجھ سے فرمایا۔ کہ دو سکھوں میں اُردو ادب کا مزا لینے والا مفتوں شاہ سے بڑھکر میں نے کسی کو نہیں دیکھا" سردار دیوان سنگھ کو خواجہ صاحب کے لٹریچر سے ایک طرح کا عشق ہے۔ وہ بھٹنڈے کے قریب مانسہ ریاست پٹیالہ میں رہتے ہیں اور اکثر خواجہ صاحب سے ملنے دہلی آیا کرتے ہیں۔ اور ایک دفعہ خواجہ صاحب بھی ان کے پاس تشریف لیگئے ہیں جیسا کہ خطوط سے معلوم ہوگا۔

خواجہ صاحب کا بیان ہے کہ "سردار صاحب جب کبھی میرے پاس آئے دو گھنٹے سے زیادہ نہ ٹھیرے نہ کچھ بات کی۔ ان کو صرف محبت کرنی آتی ہے۔ اور محبت کے اثر سے دوسرے کو ستانا آتا ہے۔ مگر بولنا نہیں آتا۔ آتے ہیں۔ گم صم بیٹھے مجھکو دیکھا کرتے ہیں۔ میں ان کو چھیڑتا ہوں۔ باتوں کی چٹکیاں لیتا ہوں کہ یہ خاموش خانم کچھ منہ سے بولے۔ سر سے کھیلے۔ مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے" اسی واسطے خواجہ صاحب نے ان کو "مفتوں شاہ" کا خطاب دیا ہے:

یہ بتا دینا ضروری ہے کہ خطاب دینا بھی خواجہ صاحب کی ایک مخصوص ادبی جدت ہے وہ ہر سال اپنے خاص خاص مریدوں اور دوستوں اور ملک کے بڑے آدمیوں کو خطاب دیا کرتے ہیں۔ جو اخباروں میں چھپتے ہیں اور فخریہ تذکرے ان کی بابت لوگوں میں ہوتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند خطابات میں یہاں درج کرتا ہوں جس سے لوگوں کو ان کی جدت کا اندازہ ہوگا۔

لارڈ ہارڈنگ (جسٹس ونظام الملک) سر علی امام (فیضی دی سیکنڈ) ڈاکٹر اقبال (سر الوصال) مسٹر عبد الماجد (اسیر الاسرار) والدہ احمد اللہ فیاض (اخلاص بانو) مرحومہ محمود فاطمہ (ماہ بانو) سید حبیب الرحمن بی۔اے (عرفانی) مسٹر ضیاء الدین بی۔اے۔ (ربانی) مسٹر سید محمد حنیظ (ابدی) مولوی سید علی (وجدی) حبیب اللہ خان (فدائی) بابو فتح محمد خان (خدمتی) ڈاکٹر قمر الدین (ہلالی) مہاراجہ کشن پرشاد (خاری) غلام نظام الدین قریشی (ریپی وریمو) سردار خان (حسنی) مولانا علی میاں (قربی) مسٹر محمد علی (خان بابا) مسٹر شوکت علی (تعویذ الحجاج) مولانا اکبر الہ آبادی (وجدان الملت) حاذق الملک (دست قدرت)

کو اندازہ ہو جائے گا کہ ہر مخاطب کی حیثیت اور سمجھ کے موافق اسکو خط لکھا گیا ہے۔ اور کسی خط میں اپنے مخاطب کے فہم سے اونچی اور مغلق تحریر نہیں ہے۔

اشاعت مکتوبات

مسلمانوں میں مکتوبات کی اشاعت کا ہمیشہ سے رواج ہے۔ خاصکر اہل تصوف کے ہاں تو شیوخ طریقت کے مکتوبات ذریعہ ارشاد و ہدایت سمجھے جاتے ہیں۔

فارسی مدارس میں عموماً مشہور لوگوں کے مکتوبات ہی پڑھائے جاتے تھے اور اب بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ ان میں "رقعات عالمگیری" باوجود فارسی ہونے کے نمونہ ہے۔ اسلامی سادگی اور ترک مبالغہ آرائی کا۔ مشائخ عظام کے مکتوبات بھی گو فارسی میں ہیں۔ مگر ان میں تصنع اور تکلف نہیں پایا جاتا۔ بیساختہ پیرایہ میں اسرار تصوف اور رموز درویشی کو بیان کیا جاتا ہے۔

اس مجموعہ خطوط خواجہ حسن نظامی میں روش مشائخ کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ یعنی اس میں سلوک تصوف کے بیانات کسی خط میں نہیں ہیں۔ تاہم مریدوں کے نام جس قدر خطوط ہیں۔ ان میں کہیں کہیں جھلک تلقین تصوف کی ہے۔ مجموعی حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے یا تو اپنے مریدوں کو خطوط کے ذریعہ تعلیم و تلقین کرنیکا پرانا قاعدہ اختیار نہیں کیا۔ اور یا ایسے خطوط اس مجموعہ میں شامل نہیں ہوئے۔ اور وہ دوسرے حصوں میں شائع ہونگے۔ کیونکہ کتاب کے سرورق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجموعہ خطوط کا پہلا حصہ ہے

بیٹی

مجموعہ کی ابتدا ان خطوط سے ہوتی ہے۔ جو بیٹی کے نام لکھے گئے ہیں۔ یہ خواجہ صاحب کی اکلوتی صاحبزادی ہیں جنکا نام "حور بانو" ہے اور جنکی نہایت خرد سالی میں ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور خواجہ صاحب ہی نے اس بچی کو پالا اور پرورش کیا ہے۔ اب ان کی عمر

[illegible]

خاتمۂ خط کے بعد مکتوب الیہ کا نام اور پتہ نیچے لکھ دیتے ہیں۔

مسلمانوں اور اہلِ یورپ کے ان دونوں طرزِ خطاب کا موازنہ کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ سادگی اور مساوات اسلام میں ہے۔ اور یورپ میں نہیں ہے کیونکہ اسلام میں کم رتبہ کا ذلیل غلام بھی اپنے آقا کے نام سے پہلے اپنا نام لکھ سکتا ہے۔ اور ایک تابعدار امتی بھی اپنے پیشوا رسول اللہ کے اسمِ عالی سے مقدم اپنا نام تحریر کر سکتا ہے۔ مسلمانوں میں یہ دستور بالکل نہیں پایا جاتا کہ مکتوب الیہ کی چھٹائی اور خوردی کے سبب پیشانی پر اسکا نام نہ لکھا جائے بلکہ خط کے نیچے درج ہو جیسا کہ یورپ والوں کے ہاں رواج ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ترجمہ خطوط سے جو ابھی میں نے نقل کئے ہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسلمانوں کے مکتوبات بالکل صاف سلیس اور عبارت آرائی سے پاک ہوتے تھے اور یورپ میں جو کچھ بھی تھوڑا بہت سلیقہ خط و کتابت کا پایا جاتا ہے وہ سب مسلمانوں کا پرتو ہے جو اسپین کی اسلامی حکومت نے ان پر ڈالا۔

موجودہ اُردو کی سادہ خط و کتابت

اس تمہید کے بعد اب میں موجودہ اُردو کی سادہ خط و کتابت کو سامنے لاتا ہوں۔ جسپر لکھنا اس وقت میرے پیشِ نظر ہے۔

ہندوستان میں جب تک ایرانی (یعنی فارسی) زبان کا رواج رہا تو مسلمانوں کے نامہ و پیام میں تکلفات اور مبالغے کے القاب و آداب رائج رہے لیکن جب سے اُردو زبان نے ترقی کی۔ تو مسلمانوں میں پھر ان کی وہی قدیمی سادگی اور سلاست عود کر آئی۔ یورپین صحبت کی تاثیر سے اس سادہ نویسی کو کچھ تعلق نہیں۔ کیونکہ اسکا رواج اسوقت سے شروع ہو گیا تھا۔ جبکہ ہندوستان میں انگریزی پڑھے ہوئے لوگ گنتی کے چند آدمی تھے۔ مرزا غالب کے مکتوبات اس کے شاہد ہیں۔ جو غدر سے پہلے اور غدر کے بعد انہوں نے لکھے تحریر تمام خطوط القاب و آداب کے تصنع سے پاک ہیں اور نہایت سادہ و پر لطف عبارت میں تحریر ہیں

ایران آنحضرتؐ کے زمانہ میں بھی تکلفات اور تصنع میں ازحد مبتلا تھا اور اسکے ہاں مبالغہ اور بناوٹ کی عبارت آرائیاں خطوں میں ہوتی تھیں۔ چنانچہ جس وقت آنحضرتؐ کا خط شاہ ایران پرویز ابن ہرمز کے سامنے پڑھا گیا تو وہ آگ بگولا ہو گیا۔ اور اس نے حضورؐ کے نامہ مبارک کو پارہ پارہ کر کے پھینک دیا اور کہا ''یہ کون گستاخ شخص ہے جس نے میرے نام سے پہلے اپنا نام لکھا ہے''۔ اس واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی خطوط نویسی ابتدا میں بالکل سادہ تھی اور ایران نے اپنے از صحبت اس میں رنگ آمیزیاں کر دیں۔

طریقہ خطاب

یورپ میں باوجود دعوی مساوات اور سادگی کے اب تک خطوط میں یہ امتیاز پایا جاتا ہے کہ بادشاہ کو ''یور مجسٹی'' اور وزرا کو ''یور ایکسیلنسی'' لکھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے ہاں اسکی کچھ پابندی نہ تھی۔ ایک ادنی مسلمان اپنے خلفاء کو یہاں تک کہ خود رسول اللہ کو مساویانہ خط لکھتا تھا۔ اور ان کی زبان میں کوئی مخصوص امتیازی لفظ نہ تھا۔ سوائے اسکے کہ امیر المومنین یا رسول اللہ لکھا جاتا تھا مثلاً ایک مسلمان رسول خدا کو خط لکھتا تو اس طرح اسکو شروع کرتا تھا ''من معاذ ابن جبل الی محمد رسول اللہ'' یا خلفا کو خط لکھے جاتے تو ان کی ابتدائیں ہوتی تھی ''من ابی ہریرہ الی عمر ابن الخطاب امیر المومنین''۔

بخلاف اسکے یورپ میں یہ رواج ہے کہ بادشاہوں کو مخصوص الفاظ کے ساتھ خط لکھے جاتے ہیں اور خط بھیجنے والا اپنا نام ادب سے خط کے آخر میں نیچے لکھتا ہے یا حکام سلطنت اور بڑے درجہ والے اپنے محکوم اور کم رتبہ کے لوگوں کے نام جب خط لکھتے ہیں تو لفظ ''مسٹر'' سے شروع کرتے ہیں اور

سیدھی اور سچی راہ کی پیروی کرے۔ اے ہرقل بندہ تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ تو مسلمان ہوجا ... سے تیرے دین ودنیا (دونوں) درست ہوجاوینگے۔ بلکہ خدا اسکے بدلے میں تجھے دونا دیگا۔ اگر تو نے انکار کیا تو سمجھ رکھ کہ تیرے سارے ملک کی رعایا کا وبال تیرے گردن پر رہیگا۔" (شمس التواریخ صفحہ ۵۱۶)

شہنشاہ ایران کسریٰ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط ہے محمد رسول اللہ کا کسریٰ پرویز بادشاہ فارس کے نام۔ سلام اس شخص کو جو راہ راست کی پیروی کرے اور خدا کا قائل ہوکر گواہی دے کہ خدا ایک ہے اور محمد اسکا بندہ اور رسول ہے۔ کسریٰ! میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں چونکہ میں سارے جہان کیلئے خدا کا رسول ہوں اسلئے سب آدمیوں کو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اور کافروں پر حجت تمام کرتا ہوں۔ اے کسریٰ! تو بھی خدا سے ڈر کے مسلمان ہوجا۔ تاکہ ہلاکت سے بچ کے فلاح کو پہنچے۔ اگر انکار سے سرکشی کریگا تو یاد رکھیو کہ مجوسیوں کا سارا وبال تجھی پر پڑے گا۔ (شمس التواریخ صفحہ ۵۲۲)

ان خطوط کی سادگی اور اختصار کھلی ہوئی دلیل اس بات کی ہے کہ اسلام کی بنیاد مبالغہ اور بناوٹ سے بالکل پاک تھی۔ اس میں اسکا لحاظ نہ کیا جاتا تھا کہ جس کو خط لکھنا ہے وہ کس درجہ اور مرتبہ کا ہے۔ بڑے سے بڑے شہنشاہ اور ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کے نام یکساں خطاب کیساتھ نامہ نویسی ہوتی تھی۔ آنحضرت صلعم کے ان خطوط کے علاوہ اور بہت سے خط ان مسلمانوں کے نام ہیں جو آپ کے غلام اور حلقہ بگوش تھے۔ ان کو بھی جب آپ خط لکھتے تھے تو اسی طرح خطاب فرماتے تھے کہ "من محمد رسول اللہ الی فلاں" القاب آداب کا نام ونشان بھی نہ ہوتا تھا۔ تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے

کے بادشاہوں کو بھیجے تھے پیش کرتا ہوں۔ اور وہ میری تحریر و رائے کی بین دلیل ہیں۔

حبش کے بادشاہ نجاشی کے نام

”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط ہے محمد رسول اللہ کا نجاشی شاہ حبش کے نام۔ حمد و ثنا ہے اس خدائے برحق اور قادر مطلق کی جو دونوں جہان کا بادشاہ ہے۔ وہ سب عیوب و نقصانات سے پاک اور جمیع خواہشات سے مبرا ہے۔ وہی بے نیاز ہے اور ہم سب اُسکے بندے ہیں۔ وہ اپنے نشانات ظاہر اور معجزات باہر دکھا کر اپنے پیغمبروں کو سچا کرتا ہے۔ وہی اپنے بندوں کو قیامت کے عذاب سے بچانے والا۔ اور ان کو عالی مراتب پر پہنچانے والا ہے۔ وہی سب سے زبردست اور سب پر غالب۔ وہی دانا جبار اور متکبر ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسٰے خدا کا بندہ۔ اس کی روح اور اسکا کلمہ ہے اور مریم روح و کلمہ کے باعث حاملہ ہوئی۔ خدا نے عیسیٰ کو اپنی روح سے پیدا کیا تھا۔ جو مریم کے پیٹ میں رکھ دی گئی تھی۔ جیسے کہ اس نے آدم کو اپنے لطف و کرم سے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ اور اسمیں اپنی روح پھونک دی۔ نجاشی! میں تجھے خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ اس سے پہلے میں نے اپنے چچازاد بھائی جعفر کو تیرے پاس بھیجا تھا۔ اسکے ساتھ اور بہت سے مسلمان بھی تھے۔ تجھے مناسب ہے کہ غرور کو بالائے طاق رکھکر میری نصیحت مان لے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ“ (شمس التواریخ صفحہ ۱۵۱۳)

عیسائیوں کے شہنشاہ روم کے نام

”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ نامہ محمد رسول اللہ نے ہرقل اعظم روم کو لکھا ہے۔ سلام اس شخص پر

پائی جاتی ہے نہ علمیت کی عبارت آرائی۔

خطوط میں سب سے بڑی اور مقدم چیز سرنامہ کی بندش تھی جس کو آداب و القاب بھی ما بہ
ہے۔ اور یہی سرنامہ اہل یورپ کا سرمایۂ فخر و نازش ہے کہتے ہیں کہ سادگی و اختصار یورپی خطوط کا حصہ ہے۔ اور کثرت مبالغہ و فرضی آداب و القاب ایشیائی خطوط کی دولت۔ کیونکہ یورپ والے بادشاہ کو بھی مسٹر کے لفظ سے مخاطب کر سکتے ہیں۔ وہاں ایشیا کا معمولی مخاطب بھی خط میں چار سطروں کے القاب و آداب کا خواستگار ہوتا ہے۔ گویا یورپ میں مساوات اور سادگی ہے اور ایشیا میں تکلف و تصنع۔

محمد شاہ بادشاہ دہلی کی ایک حکایت تاریخوں میں دکھائی جاتی ہے کہ جب [illegible] شاہ نے دہلی پر چڑھائی کرنے سے پہلے خط بھیجا تو اس نے نادر کو جواب ملنے تک اس وجہ سے جواب نہ دیا کہ القاب کی بحث در پیش تھی۔ بادشاہوں کے القاب نادر شاہ کے لئے موزوں نہ تھے کیونکہ یہ ایک معمولی امیر تھا۔ اور ادنیٰ القاب لکھنے میں نادر کے بگڑنے کا خیال ہوتا تھا۔

یہ ایران کا اثر تھا

مسلمانان ہندوستان میں القاب و آداب کی کثرت اور تصنع نے اہل ایران کی بدولت رواج پایا۔ ایرانی خطوط عبارت آرائی و انشا پردازی اور مغلق عبارت سے لبریز ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ معاشرت اور میل جول میں ان کی عبارت آرائی کا ہم میں بھی اثر ہو گیا۔ ورنہ اس سے پہلے مسلمانوں کی عبارت تصنع سے پاک ہوتی تھی۔ اسکی شہادت میں ہیں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب جو انہوں نے تبلیغ رسالت کے لئے اطراف و جوانب

دلائل

تمام دنیا اسکو تسلیم کرتی ہے کہ عرب میں جس وقت اسلام کا ظہور ہوا۔ اور اللہ جل شانہ نے اپنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام دنیا کے لئے حجاز میں مبعوث کیا تو اس زمانہ میں اہل عرب بالکل جاہل تھے۔ نہ وہ یہ جانتے تھے کہ لکھنا کسکو کہتے ہیں۔ نہ پڑھنے سے واقف تھے۔ خود پیغمبر صلعم لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ مگر باوجود اس عام جہالت کے خط لکھنے اور مختصر الفاظ میں بڑا مطلب ادا کرنے کا جیسا زبردست ملکہ عربوں میں تھا وہ اُس زمانہ کے متمدن اور سر آرائے حکومت عیسائیوں کو بھی نہ تھا۔ اور یورپ تو اس وقت وحشیوں کی سی زندگی بسر کر رہا تھا۔ (اسکا ذکر بھی فضول ہے)

اگر عرب (مسلمان) اسپین میں جا کر یورپ کو تعلیم نہ دیتے اور اسکی جاہلانہ حرکات و وحشیانہ سکنات کی اصلاح و تربیت نہ کرتے تو شاید اور دو چار صدیاں اہل یورپ اسی عالم بے حسی میں پڑے رہتے۔

پیغمبر خدا صلعم نے جو خطوط عیسائیوں کے شہنشاہ اعظم ہرقل اور ایران کے تاجدار اکبر کسریٰ اور مصر کے فرماں روائے بزرگ مقوقس کے نام بھیجے تھے آج وہ تمام دنیا کے سامنے موجود ہیں مسلم بھی ان کو جانتے ہیں اور غیر مسلم بھی ان سے واقف ہیں۔ کہ یہ خطوط کیسے مختصر کیسے جامع۔ اور کیسے سادہ تھے۔ چند فقروں میں سارا مقصود موجود۔ نہ جہالت کی گستاخی

سرنامہ خطوط حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب

نوشتہ

جناب مولوی محمد سید زاہد الودودی صاحب دہلوی

از تاج محل بھوپال

یورپ کا دعویٰ ہے کہ اس نے اپنے اثر۔ اپنی تعلیم۔ اپنے طرز روش کا اثر سے اہل
ایشیا کو خط لکھنا سکھایا۔ ورنہ تعلیم مغربی کے رواج سے پہلے ایشیا اور خصوصاً ہندوستان میں
نہایت طول طویل مکتوبات کا رواج تھا۔ اور لغویت یہ کہ مطلب تھوڑا۔ کام کی باتیں
کم۔ اور عبارت آرائی کے مبالغوں کی کثرت۔

میں مغرب کے اس ادعائے خود سرانہ سے انکار کرتا ہوں۔ میرے پاس اسکی
دلیلیں موجود ہیں۔ اور میں یہ ثابت کرسکتا ہوں کہ خطوط نویسی کا سلیقہ ایشیا نے یورپ سے
نہیں بلکہ یورپ نے ایشیا کے آگے زانوے شاگردی تہ کرکے سیکھا ہے۔

کیا کوئی میری اس تحریر۔ میری اس رائے۔ میرے اس خیال کی تردید اور مخالفت
کرسکتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ مغربی اثر پذیر طبائع مغرب کو مشرق کا شاگرد کہنے سے
نہایت برہم ہونگی۔ لیکن جنہیں ذرا بھی خدا تعالیٰ نے ذوق سلیم عنایت فرمایا ہے وہ واقف
ہیں اور جانتے ہیں کہ کون استاد اور کون تلمیذ ہے۔

[illegible] [illegible]

[illegible] +

([illegible])

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] +

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] +

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

خطوط خواجہ حسن نظامی

حصہ اول

بیٹی کے نام۔ بیوی کے نام۔ دوستوں کے نام۔ مریدوں کے نام

خطوط نویسی سکھانے کا بے سخن استاد

جناب لیلی خواجہ بانو صاحبہ اہلیہ حضرت خواجہ حسن نظامی نے مرتب فرمایا اور

پیرزادہ سید محمد صادق کارکن حلقۃ المشائخ عرب سرائے دہلی

نے

بماہ جمادی الاخری ۱۳۳۵ھ ہجری مطابق اپریل ۱۹۱۷ء عیسوی

میرزا محبوب بیگ کے محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

قیمت فیجلد ۱۲ ؎